جلد ۱۰
تبلیغ ۱۳۴۸ ہش
فروری ۱۹۶۹ء
شمارہ ۲

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اٰل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

انصار اللہ

تبلیغ ۱۳۴۸ ھش

(فروری ۱۹۶۹ء)

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ :- چھ روپے ☆ فی پرچہ :- ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی - ربوہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۰ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۲

تبلیغ ۱۳۴۸ھش

(فروری ۱۹۶۹ء)

حضرت المصلح الموعودؓ کی جاری فرمودہ غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم

نئی کامیابیوں اور فتوحات کا ایمان افروز تذکرہ !

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ مہتم بالشان پیشگوئی جو حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پاکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو شائع فرمائی دو پہلوؤں پر مشتمل تھی۔ ایک پہلو کا تعلق سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ والا صفات سے تھا اور دوسرے پہلو کا تعلق آپؓ کی برکات کے آپؓ کے وصال کے بعد بھی تاقیامت جاری رہنے کے ساتھ تھا۔

جہاں تک اوّل الذکر پہلو کا تعلق ہے یہ پیشگوئی حرف بحرف سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجودِ باجود میں پوری ہوئی اور اِس شان سے پوری ہوئی کہ اپنے اور پرائے سب اِس کے معترف ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں واضح اعتراف پر مشتمل خود غیروں کے متعدد بیانات ہم ماہنامہ "انصار اللہ" کی متعدد گزشتہ اشاعتوں میں شائع کر چکے ہیں۔ مؤخر الذکر پہلو کی رُو سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت دی تھی :۔

"تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے عزّت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ مَیں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بُلا لوں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا ...... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبّت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اِن الفاظ میں خدا تعالیٰ نے دراصل یہ بشارت دی تھی کہ مصلح موعود غلبۂ اسلام کی جو عظیم الشان مہم جاری کرے گا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرّیت و نسل اور آپؑ کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ آپؓ کے بعد بھی زور شور سے جاری رہے گی اور ہر آن نئی فتوحات پر منتج ہو کر ایک دُنیا پر آشکار کرتی رہے گی کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اور آپؑ کا کام اور اسی طرح آپؑ کے مثیل کی حیثیت سے مصلح موعودؓ کا نام اور اُس کا کام قائم و دائم ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم و دائم رہے گا یہاں تک کہ اسلام پُورے کرۂ ارض پر غالب آکر اِس دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دے گا۔ اُس وقت دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا یعنی اسلام اور ایک ہی پیشوا ہوگا یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چنانچہ اِس عظیم الشان بشارت کے بموجب سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلبۂ اسلام کی جو عظیم الشان مہم جاری فرمائی تھی وہ بحمد اللہ تعالیٰ آپؓ کے وصال کے بعد بھی زور شور سے جاری ہے اور حسب پیشگوئی ہر آن نئی فتوحات پر منتج ہو رہی ہے سطور ذیل میں بعض نئی کامیابیوں اور نئی فتوحات کا تذکرہ ہمارے مدّنظر ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر خاص خدائی نصرت کے ماتحت خود سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا موعود نافلہ کی حیثیت سے خلیفۃ المسیح الثالث منتخب ہونا پیشگوئی مصلح موعود کے دوسرے پہلو کے نہایت مہتم بالشان ابتدائی ظہور پر دلالت کرتا ہے جس میں یہ بشارت دی گئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی اور اِس ذرّیتِ مبارکہ کے ذریعہ آپؑ کی دعوت زمین کے کناروں تک تسلسل سے پہنچتی رہے گی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ایدہ اللہ نے خلافتِ احمدیہ کی مسندِ جلیلہ پر متمکن ہونے کے ڈیڑھ ماہ بعد جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں جو پہلی تقریر ارشاد فرمائی وہ پیشگوئی مصلح موعود کے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود باجود میں پُورا ہونے کے متعلق ہی تھی۔ حضور نے اِس تقریر میں اِس امر پر زور دیا کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلبۂ اسلام کی جو عظیم الشان مہم جاری فرمائی ہے اُسے پُورے جذبہ و جوش کے ساتھ جاری رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ حضور نے احبابِ جماعت کو یقین دلایا کہ اگر ہم قربانیاں پیش کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں گے تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشگوئیوں کے بموجب ہمارے لئے نئی فتوحات کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ حضور نے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے اِس ارشاد کو یاد دلاتے ہوئے کہ ـــــ "دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی۔" (انوارِ خلافت طبع اوّل صـ۱۱۵) ـــــ نہایت زوردار الفاظ

میں فرمایا :-

"یہ خدائی وعدہ ہے جو انشاء اللہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ اسلام، احمدیت کے ذریعہ سے ساری دُنیا پر غالب آئے گا اور ہر وہ طاقت جو اس کی راہ میں حائل ہو گی ذلیل و ناکام کر دی جائے گی۔ دُنیا کے تمام اموال بھی اگر ادیانِ باطلہ کی پُشت پر ہوں اور وہ اسلام کی مخالفت پر آمادہ ہوں تو اس کا نتیجہ انشاء اللہ مٹی کی اُس چٹکی سے بھی زیادہ حقیر ہو گا جو آپ کے پاؤں کے نیچے ہے۔ بے شک ہم کمزور ہیں مگر جس خدا کی طرف ہم منسوب ہیں وہ کمزور نہیں۔ بے شک ہم گنہگار ہیں، ہم سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں لیکن ہم اپنے رب سے ہرگز مایوس نہیں ہیں۔ ہمارے کانوں میں ہمیشہ اُس کی یہ میٹھی آواز آتی رہتی ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ ہماری ہر حرکت جس جہت کی طرف بھی ہو گی وہاں پر اسلام کا جھنڈا گاڑا جائے گا اور وہ ہماری حقیر کوششوں میں غیر معمولی برکت پیدا کرے گا۔" (الفضل ۲۴ فروری ۱۹۶۶ء)

چنانچہ گزشتہ تین سال کے واقعات اِس امر پر گواہ ہیں کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے غلبۂ اسلام کی جو مہتم بالشان مہم جاری فرمائی تھی وہ خدائی وعدوں کے بموجب آپؓ کے وصال کے بعد بھی نہایت زور شور سے جاری ہے اور آپؓ نے اپنے ۵۲ سالہ نہایت مقدس و بابرکت دَور میں جو عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے وہ اپنے اثر اور اپنے ثمرات کے لحاظ سے آپؓ کے وصال کے بعد بھی نمایاں سے نمایاں تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ذیل میں ہم مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر اختصار کے ساتھ بعض نئی کامیابیوں اور فتوحات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نئے مقدس و مبارک عہدِ خلافت کے پہلے ہی سال کے دَوران اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کے دوسرے پہلو میں بیان کردہ ایک مہتم بالشان بشارت کے نہایت ایمان افروز ابتدائی ظہور کے ذریعہ ثابت کر دکھایا کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدائی بشارتوں کے بموجب غلبۂ اسلام کی جو عظیم الشان مہم شروع فرمائی تھی وہ آپؓ کے وصال بعد بھی زور شور سے جاری ہے اور اس مہم کے جاری رہنے کی وجہ سے خلافتِ ثالثہ کے آغاز میں ہی حسبِ وعدہ نئی فتوحات کے دروازے کھلنے شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے دوسرے پہلو کی رُو سے خلافتِ ثالثہ کے پہلے ہی سال (۱۹۶۶ء) کے دَوران گیمبیا کے صدرِ مملکت جناب فمارا محمد سنگھاٹے کے ذریعہ الہام

الٰہی" بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کے عملی ظہور کی ابتدائی جھلک ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئی۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ماہنامہ انصار اللہ بابت فروری ۱۹۶۷ء صفحات ۳ تا ۱۰)

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نئے مبارک و مقدس عہدِ خلافت کے دوسرے سال (۱۹۶۷ء) کے دوران ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں تعمیر ہونے والی سب سے پہلی مسجد یعنی "مسجد نصرت جہاں" کا افتتاح عمل میں آیا۔ حضور ایدہ اللہ نے خود وہاں تشریف لے جا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کے دوسرے پہلو میں بیان کردہ بشارت کے بموجب حضور ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ میں ایسی فوق العادت برکت ڈالی جو بلاشبہ معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس سفر کے دوران یورپ کی اقوام پر ایسے رنگ میں اتمامِ حجت ہوا کہ وہاں کے ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات آپ کی تقریروں، پریس کانفرنسوں اور انٹرویوز کی رُودادوں سے ایک عرصہ تک گونجتے رہے اور وہاں اسلام کے حق میں ایسی زبردست رَو چلی کہ وہاں کا چرچ اس صورتِ حال پر گھبرا اُٹھا اس کے بعد سے اسلام کی روز افزوں ترقی کے متعلق وہاں سے مسلسل نہایت خوشکن اطلاعات موصول ہو رہی ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ماہنامہ انصار اللہ ستمبر ۱۹۶۷ء صفحات ۲ تا ۱۳)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے نئے مبارک و مقدس عہدِ خلافت کا تیسرا سال (۱۹۶۸ء) سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری فرمودہ غلبۂ اسلام کی عظیم الشان مہم کے ضمن میں اَور بھی زیادہ شاندار اور نہایت درجہ مسرور کُن نئی کامیابیوں اور فتوحات کا حامل ثابت ہوا۔ یہ سال اگرچہ نامساعد حالات اور بعض لوگوں کے مخالفانہ طرزِ عمل کی وجہ سے بظاہر مشکلات کا سال تھا، اس کے دوران ہمیں بعض مخالفین کی طرف سے بہت سی دلآزار باتیں سُننا پڑیں اور متعدد شہروں میں جگہ جگہ دیواروں پر لکھے ہوئے بہت سے ناگوار فقرات سے بھی ہماری نگاہیں دوچار ہوتی رہیں لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نواز کر اس سال کے دوران پہلے سے بھی بڑھ کر ہمارے لئے عید کی خوشیوں کے سامان مہیا فرمائے۔ خاص اس ایک سال کے دوران جبکہ ہمارے لئے بظاہر نامساعد حالات پیدا کئے جا رہے تھے یورپین ممالک میں پہلے تمام سالوں سے زیادہ بیعتیں ہوئیں۔ چنانچہ اس عرصہ میں یورپی ممالک میں ایک سَو بائیس ۱۲۲ یورپی باشندے مشرف بہ اسلام ہو کر داخلِ سلسلہ ہوئے۔ اسی طرح عرب ممالک میں چالیس افراد کو قبولِ حق کی سعادت ملی۔ مختلف ممالک میں سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری فرمودہ غلبۂ اسلام کی مہم کے نتیجہ میں اب تک جو صدہا مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اس سال کے دوران ان میں آٹھ نئی مسجدوں کا اضافہ ہوا۔ گھانا میں ایک اَور سیکنڈری سکول کا

قیام عمل میں آیا، سیرالیون کے سیکنڈری سکول میں سائنس بلاک کا اضافہ ہوا، کمپالہ کے سکول کی عمارت میں توسیع ہوئی، تنزانیہ میں دو پرائمری سکول کھولے گئے۔ گیمبیا اور گھانا میں میڈیکل سنٹر کھلنے کے سامان ہوئے، افریقہ میں بعض مسلمان اداروں نے اپنے سکول ہمارے سپرد کرنے کی پیشکش کی تاکہ ہمارے اپنے سکولوں کی طرح انہیں بھی کامیابی سے چلایا جاسکے، غیر ملکی زبانوں میں قرآن مجید کے نئے تراجم کے کام میں مزید وسعت پیدا ہونے سے نمایاں ترقی ظہور میں آئی، فضل عمر فاؤنڈیشن میں اگرچہ ابتداءً ۲۵ لاکھ روپے کی تحریک کی گئی تھی تاہم اس میں ۳۶ لاکھ کے وعدے موصول ہوئے اور ان میں سے ۲۶ لاکھ ۲۳ ہزار کی نقد رقوم جمع ہوئیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سال کے دوران ہمارے ساتھ پہلے سے بڑھ کر محبت اور پیار کا سلوک کر کے ہمیں بار بار اور بہ تکرار عید کی خوشیوں سے مالا مال فرمایا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء کے موقع پر جب اپنی تقریر میں اللہ تعالیٰ کے ان غیر معمولی احسانوں اور فضلوں کا علیحدہ علیحدہ تفصیل سے ذکر فرمایا تو احباب پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کو یاد کر کے وجد کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے۔ حضور ایدہ اللہ کی یہ تقریر کیا تھی ایک مژدۂ جانفزا تھی، ایک زندگی بخش جام تھی جسے ہزاروں ہزار سامعین جرعہ بہ جرعہ پیتے اور روحانی سرخوشی کے زیر اثر بے خود ہوتے چلے گئے۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے محبت و پیار کے اس غیر معمولی سلوک اور تائید و نصرت کے پیہم نزول کے اس ایمان افروز تذکرہ پر کمال وارفتگی کے عالم میں بیٹھے جھومتے اور سر دھنتے رہے۔

الغرض سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی اور قیادت میں غلبۂ اسلام کی مساعی کا پورے جذبہ و جوش کے ساتھ آگے بڑھنا اور ان کے نتیجہ میں ہمارا پیہم نئی کامیابیوں اور نئی فتوحات سے بہرہ ور ہوتے چلے جانا اس امر کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے بموجب سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلبۂ اسلام کی جو عظیم الشان مہم جاری فرمائی تھی وہ خدائی بشارتوں کے عین مطابق آپؓ کے وصال کے بعد بھی زور شور سے جاری ہے اور یہ مبارک مہم پہلے سے بھی بڑھ کر جذبہ و جوش کے ساتھ آئندہ بھی جاری رہے گی حتیٰ کہ اسلام حسب پیشگوئی پورے کرۂ ارض پر غالب آ کر رہے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس موعودہ غلبہ کی راہ میں مزاحم نہ ہوسکے گی۔

ہمارا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی (جو نئے سے نئے رنگ میں برابر پوری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدائے بزرگ و برتر کے الہام اور اُس کے کلام کا مکمل متن

پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہامی الفاظ

"بالہام اللہ تعالےٰ و اعلامہ عزّ وجلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلشانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اُس کی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھُلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے، وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا، وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و

فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔
(اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ
مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔
نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا
سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں
تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائیگا۔
وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔

پھر خدائے کریم جلّشانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پُوری کروں گا اور خواتینِ مبارکہ سے جن میں سے تُو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض اُن میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے مُلکوں میں پھیل جائے گی۔ اور ہر یک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائیگی اور وہ جلد لاولد رہکر ختم ہوجائیگی۔ اگر وہ توبہ نہ کرینگے تو خدا اُن پر بلا پر بلا نازل کریگا یہاں تک کہ وہ نابود ہوجائینگے اور اُن کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلا دے گا اور ایک اُجڑا ہُوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزّت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔ مَیں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپئے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور اُن میں کثرت بخشوں گا۔ اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروزِ قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تُو مجھے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلّی طور پر اُن سے مشابہت رکھتا ہے) تُو مجھے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تُو مجھ سے اور مَیں تجھ سے ہوں۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبّت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں

سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو، اگر تمہیں اِس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اِس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۶۰ تا ۶۲)

مامور من اللہ کی صداقت کا بہت بڑا نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"راستباز اور مامور من اللہ کی صداقت کا بڑا نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو غیب کی خبریں دیتا ہے اور پھر ان خبروں میں ایک طاقت ہوتی ہے جو دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ نجومی جو خبریں دیتا ہے ان میں وہ طاقت اور جبروت نہیں ہوتی جو مامور کی خبروں میں ہوتی ہے۔ علاوہ بریں مامور کی خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ فراست اور قیافہ پر اُن کی بناء نہیں ہو سکتی۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی زندگی میں جو بالکل بے سروسامانی اور بیکسی کی زندگی تھی اپنی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئی کی تھی کیا کوئی عقلمند اور ملکی مدبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت کی حالت کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتا تھا کہ یہ شخص کامیاب ہو جائے گا اور وہ قوم جو اس کی مخالفت پر آمادہ ہے ذلت کے ساتھ نامراد رہے گی؟ پھر دیکھ لو کہ انجام کیا ہُوا۔ پس یہ ایک زبردست نشان مامور کو دیا جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳۶)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَإِنَّكَ قَدْ أَنْزَلْتَ آيَاتِ صِدْقِنَا

اے خدا! تُونے ہمارے صدق کے نشان اُتارے ہیں

لَكَ الْحَمْدُ يَا تُرْسِيْ وَحِرْزِيْ وَجَوْسَقِيْ　　بِحَمْدِكَ يُرْوٰى كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْتَقِيْ

اے میری پناہ اور میرے قلعے تیری تعریف سے ہی ہر شخص جو پانی چاہتا ہے سیراب ہو جاتا ہے۔

بِذِكْرِكَ يَجْرِيْ كُلُّ قَلْبٍ قَدِ اعْتَقٰى　　بِحُبِّكَ يَحْيٰى كُلُّ مَيْتٍ مُّمَزَّقٍ

تیرے ذکر کے ساتھ ہر ایک دل ٹھہرا ہوُا جاری ہو جاتا ہے اور تیری محبت کے ساتھ ہر ایک مُردہ زندہ ہو جاتا ہے۔

وَبِاسْمِكَ يُحْفَظُ كُلُّ نَفْسٍ مِّنَ الرَّدٰى　　وَفَضْلُكَ يُنْجِيْ كُلَّ مَنْ كَانَ يُوْبَقِ

اور تیرے نام کے ساتھ ہر ایک شخص ہلاکت سے بچتا ہے اور تیرا فضل ہر قیدی کو رہائی بخشتا ہے۔

وَمَا الْخَيْرُ إِلَّا فِيْكَ يَا خَالِقَ الْوَرٰى　　وَمَا الْكَهْفُ إِلَّا أَنْتَ يَا مُتَّكَأَ التُّقٰى

تمام نیکی تیری طرف سے ہے اے جہان آفریں۔ اور تُو ہی پرہیزگاروں کی پناہ ہے۔

وَتَعْنُوْ لَكَ الْأَفْلَاكُ خَوْفًا وَّهَيْبَةً　　وَتَجْرِيْ دُمُوْعُ الرَّاسِيَاتِ وَتَشْبَقِ

اور تیرے خوف اور ہیبت سے تیرے آگے آسمان جُھکے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کے آنسو جاری اور رواں ہیں

وَلَيْسَ لِقَلْبِيْ يَا حَفِيْظِيْ وَمَلْجَائِيْ　　سِوَاكَ مُرِيْحٌ عِنْدَ وَقْتِ التَّأَزُّقِ

اور میرے دل کے لئے اے میرے نگہبان اور پناہ کوئی دوسرا آرام پہنچانے والا نہیں جبکہ تنگی وارد ہو۔

وَإِنَّكَ قَدْ أَنْزَلْتَ آيَاتِ صِدْقِنَا　　فَوَيْلٌ لِّغُمْرٍ لَا يَرَاهَا وَيَنْهَقِ

اور تُونے ہمارے صدق کے نشان اُتارے ہیں پس وہ نادان ہلاک شدہ ہے جو نشانوں کو نہیں دیکھتا اور بے معنی شور کرتا ہے

(حجۃ اللہ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نامِ ہر مُرسل بنامِ او جلی

ہر رسول کا نام آنحضرتؐ کے نام کی وجہ سے روشن ہے

مصطفےٰؐ مہرِ درخشانِ خداست بر عدوّش لعنتِ ارض و سماست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے چمکتے ہوئے آفتاب ہیں۔ آپؐ کے دشمن پر زمین و آسمان کی لعنت ہے۔

ایں نشانِ لعنت آمد کایں خساں ماندہ اندر ظلمتے چوں شپّراں

لعنت کا یہی تو نشان ہے کہ یہ ذلیل لوگ چمگادڑوں کی طرح اندھیرے میں پڑے ہیں۔

نے دلِ صافی نہ عقلِ راہ بیں راندۂ درگاہِ ربّ العالمیں

نہ ان کا دل پاک ہے نہ ان کی عقل راستہ دیکھنے والی ہے۔ وہ ربّ العالمین کی درگاہ سے مردود ہیں۔

جاں کنی صد کن بکینِ مصطفےٰؐ رہ نہ بینی جز بدینِ مصطفےٰؐ

آنحضرتؐ کی دشمنی میں سینکڑوں دفعہ بھی تیری نوبت جاں کنی تک پہنچ جائے پھر بھی تو آنحضورؐ کے دین کے سوا سیدھا راستہ نہ پائے گا۔

تا زِ نُورِ احمدؐ آید چارہ گر کس نمے گیرد زِ تاریکی بدر

جب تک احمدؐ کا نُور چارہ گر نہ ہوگا تب تک کوئی اندھیرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔

از طفیلِ اوست نُورِ ہر نبی نامِ ہر مُرسل بنامِ او جلی

ہر نبی کا نُور آپؐ ہی کے طفیل سے ہے اور ہر رسول کا نام آپؐ کے نام کی وجہ سے روشن ہے۔

آں کتابے ہمچو خور دادش خُدا کز رُخش روشن شد ایں ظلمت سرا

خدا نے آپؐ کو سورج کی طرح ایک ایسی روشن کتاب عطا کی کہ آپؐ کے رُخ روشن سے یہ اندھیرا جہان چمک اُٹھا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ ص۵۲۴)

عہدیداران مجلس انصار اللہ مرکزیہ برائے سال ۱۳۴۸ ہش ۱۹۶۹ء

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۱۳۴۸ ہش (۱۹۶۹ء) کے لئے مندرجہ ذیل مجلس عاملہ انصار اللہ مقرر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ سب دوستوں کو بہتر رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صدر مجلس انصار اللہ	محترم جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
اراکین خصوصی :-	۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب
	۲۔ محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
دیگر اراکین :-	
نائب صدر و قائد ایثار	محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
نائب صدر و قائد اصلاح و ارشاد	محترم مولانا ابو العطاء صاحب
قائد عمومی	شیخ محبوب عالم خالد
قائد تعلیم	محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
قائد تربیت	محترم شیخ مبارک احمد صاحب
قائد مال	محترم چوہدری ظہور احمد صاحب
قائد ذہانت وصحت جسمانی	محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب
قائد اشاعت	محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی
قائد تجنید	محترم چوہدری فضل احمد صاحب
قائد وقفِ جدید	محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب
قائد تحریک جدید	محترم چوہدری شبیر احمد صاحب
اڈیٹر	محترم صوفی غلام محمد صاحب

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

آئندہ ہر صدی کے سر پر کسی نئے مجدد کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

البتہ خلافتِ راشدہ اور اس کی ماتحتی میں خلافتِ ائمہ کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ کے تیرھویں سالانہ اجتماع منعقدہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ اخاء ۱۳۴۷ھش کے آخری روز اختتامی تقریر ارشاد فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وجد آفریں تحریرات کی روشنی میں آیتِ استخلاف کی نئے زاویۂ نگاہ سے نہایت درجہ پُر معارف و لطیف تفسیر ارشاد فرمائی تھی ـــــ

حضور نے آیتِ استخلاف کی رُو سے اُمتِ مسلمہ میں قائم ہونے والے متعدد سلسلہ ہائے خلافت کو واضح فرما کر اس امر پر روشنی ڈالی تھی کہ خلافتِ عظمیٰ اور مجددیتِ عظمیٰ تا قیامت صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع اور کامل اُمتی ہونے کی حیثیت میں اُمتِ محمدیہ کا آخری خلیفہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی بعثت سے ایک نوع کی خلافت اور مجددیت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اسی حیثیت سے جیسا کہ خود حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے حضور اس صدی کے ہی مجدد نہیں بلکہ مجددِ الفِ آخر بھی ہیں۔ لہٰذا اب اس صدی کے سر پر پہلے مجددین کی طرح کسی نئے مجدد کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ حضور کے بعد قائم ہونے والی خلافتِ راشدہ کی ماتحتی میں ہر زمانہ میں تجدید دین کا فریضہ ادا کرنے والے ائمہ و صلحاء پیدا ہوتے چلے جائیں گے اور خلافتِ راشدہ کی برکت کے طفیل ایسے مجددین سے جو خلافتِ راشدہ کی ماتحتی میں خلافتِ ائمہ کے مظہر ہوں گے کوئی زمانہ بھی خالی نہیں ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس معرکۃ الآراء اور بصیرت افروز تقریر کا مکمل متن ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے ——— (ادارہ)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۔ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(النّور - ۵۵)

اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کھول کر الٰہی احکام اور شریعت کے ارشادات کو دُنیا کے سامنے پیش کریں اور مومنوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان احکام کی بجا آوری میں اطاعتِ کاملہ کا نمونہ دکھلاویں۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا کہ اگر تم کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ گے تو ان راہوں کی طرف تمہیں ہدایت دی جائے گی جن پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے ۔ اور یہ بھی وعدہ دیا گیا کہ اگر کامل اطاعت کا نمونہ دکھاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری بشری کمزوریوں کے پیشِ نظر خلافتِ حقّہ کا نظام تم میں جاری کرے گا اور ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کا تعلق پختہ اور کامل طور پر اپنے ربّ سے ہو گا ' وہ اپنے اور تمہارے ربّ کے منشاء کے مطابق تمہاری راہنمائی کرتے رہیں گے اور تمہیں سہارا دیتے رہیں گے تمہاری غفلتوں سستیوں اور کوتاہیوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور اُن نیک اعمال کی طرف رہنمائی کرتے رہیں گے جو حالاتِ حاضرہ کا تقاضا ہوں۔

مُلکی قوانین کا احترام اور حکومتِ وقت کے ساتھ تعاون

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بہت سے احکام دیئے ہیں اُن میں سے ایک حکم تو یہ ہے کہ ہم مُلکی قوانین کا احترام کریں اور حکومتِ وقت کے ساتھ تعاون کریں ۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی بنیاد اسلامی احکام کے مطابق

ہے (یعنی اطاعتِ قانون اور حکومتِ وقت سے تعاون)۔ گو ظاہر میں اس کا تعلق سیاست سے ہے اس لئے ہمیشہ ہم پر یہ آوازے کسے جاتے رہے ہیں کہ تم خوشامدیوں کی جماعت ہو لیکن ایسے آوازے کسنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ ہم دُنیا سے کوئی محبت اور پیار نہیں رکھتے اور ہمیں اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو گزاریں خواہ دُنیا جو مرضی سمجھے جو مرضی کہے۔ اس لئے ہر فردِ جماعت کا فرض ہے کہ وہ مُلکی قانون کا احترام کرے اور ہر جائز اور معروف کام میں حکومتِ وقت کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے، کسی قسم کے فتنہ کا باعث نہ بنے، امن اور صُلح اور آشتی کی فضا جیسا کہ دُنیا کی ہر عقلمند حکومت اپنے مُلک میں قائم کرنا چاہتی ہے اس امن اور صُلح کی فضا کو قائم کرنے کے لئے حکومتِ وقت کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ شاید دُنیا کے ایک حصّہ کو خوش کر سکے لیکن یقیناً وہ اپنے ربّ کو ناراض کرنے والا ہوگا۔ پس ہم حکومت سے تعاون اور قانون کی پابندی اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہمیں کہتا ہے کہ ایسا کرو ورنہ مَیں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔ اور اللہ کی ناراضگی کی ہمیں زیادہ پرواہ ہے بہ نسبت ان ناراضگیوں کے جن کا اظہار بعض دُنیا داروں کی طرف سے ہوتا ہے۔

اپنے نفوس، بچّوں، خاندان اور ماحول کی تربیت

ایک دوسرا حکم جو اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی اطاعت کے بنیادی حکم کے تحت ہمیں ملا ہے (ایسے سینکڑوں احکام ہیں مَیں اِس وقت اُن میں سے دو یا تین کو لُوں گا) اپنے نفوس کی تربیت اور اپنے بچّوں اور خاندان اور اپنے ماحول کی تربیت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے مامور کا زمانہ گزر جاتا ہے تو وہ طاقتیں جو خدا تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اِباء اور غصّہ اور غضب رکھتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ پہلی نسل ہم سے بچ گئی اور دوسری بھی بچ گئی اب تیسری نسل پر حملہ آور ہو کر اُس مقصد میں الٰہی تحریک کو ناکام کریں جس مقصد کے لئے اُسے کھڑا کیا گیا ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ہمارے بعض گھروں میں بدعات اور رسوم رائج ہو رہی ہیں۔ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ میری ڈاک میں بعض دفعہ اِس قسم کا سوال بھی ہوتا ہے کہ تعویذ اور گنڈے کرنے جائز ہیں یا نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تربیت میں ایک حد تک کمی آ گئی ہے ان گھرانوں میں۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارا سارا توکّل اور ہمارا سارا بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ وہی ہمارا سہارا ہے اور اُس نے ہمیں ہماری ہر ضرورت اور کمزوری کے وقت سہارا دینے کے لئے جن راہوں کو جن طریقوں کو تجویز کیا ہے وہی طریقے صحیح اور درست ہیں اور ان سے اِدھر اُدھر ہونا خدا کے غضب کا موجب بن جاتا ہے۔ احکامِ شریعت کی پُوری پابندی اور سُنّتِ نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع ہمارے لئے ضروری ہے، ہماری بیویوں کے لئے ضروری ہے، ہمارے بچوں کے لئے ضروری ہے، ہمارے ماحول کے لئے ضروری ہے اور یہ ذمہ داری زیادہ تر جماعت کے اس گروہ پر پڑتی ہے جو عمر کے لحاظ سے، انصار کہلاتے ہیں۔ جماعتی نظام میں بھی انہیں کا اثر و نفوذ زیادہ ہوتا ہے، بڑی عمر کے ہوتے ہیں، زیادہ تجربہ والے ہوتے ہیں، لمبی تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔

یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دوسرے کی گمراہی تمہیں تکلیف نہیں پہنچا سکتی اگر آپ ہدایت پا جائیں لیکن اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے ان تمام احکام کی اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے بجا آوری کی طاقت اور توفیق حاصل کی اور ان احکام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے بچوں کی اور آپ کے ماحول کی ذمہ داری آپ پر ڈالی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ میں سے ہر ایک کسی نہ کسی رنگ میں راعی کی حیثیت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے جواب طلبی کرے گا کہ اس ذمہ داری کو تم نے کس رنگ میں اور کس طور پر نبھایا۔ تو جو شخص بچوں کی تربیت سے غافل ہے یا جو شخص اپنی تربیت سے غافل ہے اور اس قسم کی باتیں گھر میں کرنے کا عادی ہے جس کے نتیجہ میں بچوں کے دلوں سے خدا اور اُس کے رسول کی محبت آہستہ آہستہ نکلنی شروع ہو جائے اور نظام کے خلاف باتیں کرنے کی انہیں عادت پڑ جائے تو خود کو بھی خراب کیا اور اگلی نسل کو بھی خراب کیا۔ خدا کے سامنے جب آپ جائیں گے اور وہ آپ سے پوچھے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق اور میرے حکم کے ماتحت تم نے اس ذمہ داری کو کیسے نبھایا تو کیا جواب دیں گے آپ۔ پس تربیت کی طرف خاص توجہ دیں اور اپنے ماحول کو نیک اور پاک اور ہر قسم کی گندگی اور ہر قسم کی ناپاکی سے صاف بنانے کی کوشش کریں۔ جب تک آپ کا ماحول اور آپ کا گھر پاک نہیں ہوگا، آپ کا لباسِ تقویٰ گندگی کی چھینٹوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اُمّتِ مُسلمہ میں نظامِ خلافت کے قیام کا وعدہ

تیسری بات جو میں ذرا تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نظامِ خلافت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کی جماعتوں میں بھی اُن لوگوں کے حالات کے مطابق رائج کیا تھا اور جسے اسلام میں بھی اللہ تعالیٰ نے قائم کیا اور ایک وعدہ اور بشارت کے رنگ میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جیسے اور جس رنگ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں خلفاء کا نظام قائم کیا گیا تھا اُسی رنگ میں اور اُسی طور پر اُمتِ مُسلمہ میں بھی خلفاء کا ایک نظام قائم کیا جائے گا جو خلیفہ اور مجدد ہوں گے۔ آیتِ استخلاف میں خلافت کا یہ وعدہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی

آیتِ استخلاف میں متعدد سلسلہ ہائے خلافت کا ذکر

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرے گا یہ قرآن کریم کی کس آیت کی تفسیر ہے پھر ہمیں اس حدیث کے صحیح معنی معلوم ہوں گے ورنہ ہم غلطی کھا جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد بار اور بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قرآن کریم کی آیتِ استخلاف کی ایک تفسیر ہے۔ اس آیت میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں اور متعدد سلسلہ ہائے خلافت کا ذکر ہے۔ اور ایک بات کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّدِ دین پیدا ہوگا۔ اس لحاظ سے اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بغور مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ جہاں بھی آپؑ نے تجدیدِ دین پر کوئی بحث کی یا کوئی نکتہ بیان کیا وہاں اس نکتہ کو بیان کرتے ہوئے آپؑ نے خلافت کا ضرور ذکر کر دیا (الّا ما شاء اللہ)۔ تو آپؑ نے اپنی ساری بحث میں وضاحتاً بھی اور اشارۃً بھی یہ بتایا ہے کہ خلافت اور تجدیدِ دین ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور یہ وعدہ جو دیا گیا ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ آیتِ استخلاف کے وعدے کا ایک حصہ ہے۔ آیتِ استخلاف میں اس وعدہ سے زیادہ وعدہ دیا گیا ہے یعنی مختلف شکلوں میں خلافت کے قیام کا وعدہ ہے۔ ایک شکل وہ ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر ارشادات میں جو دوسری شکلیں خلافت کی ہیں اُن پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

خلافت کے معنی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ:۔

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدیدِ دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اُس کو دُور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں اُن کو خلیفہ کہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۴ صہ ۳۸۳)

پس خلیفہ کے معنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس جانشین کے ہیں جو ضرورت کے وقت تجدیدِ دین کی خاطر آئے اور اُن میں صحیح رُوحِ اسلامی پیدا کرے اور بدعات کو اسلام سے باہر نکال کر پھینک دے اور ایسے سامان پیدا کرے اُمّتِ مُسلمہ کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اُس کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بن سکیں۔

خلافتِ موسویہ اور خلافتِ محمدیہ میں مماثلت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیتِ استخلاف میں جو "کَمَا" کا لفظ ہے اور جو "مِنْکُمْ" کا لفظ ہے

کے سر پر مجدد بھیجا کرے گا جو اُس کے دین کی تجدید کیا کریں گے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے زائد کوئی بات نہیں کی' آپ نے جو بھی کہا ہے وہ قرآن کریم کے اصول کی اور قرآن کریم کے اجمال کی تفسیر اور تفصیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اور جو لوگ وحیٔ ولایتِ عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں وہ "اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" کے گروہ میں داخل ہیں۔ ان سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً دقائقِ مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے اور یہ بات ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں دی بلکہ احادیثِ صحیحہ میں مجملات و اشاراتِ قرآن کریم کی تفصیل ہے۔ سو اس معرفت کے پانے سے اعجازِ قرآن کریم اُن پر کھل جاتا ہے اور نیز ان آیاتِ بیّنات کی سچائی ان پر روشن ہو جاتی ہے جو اللہ جلّ شانہ' فرماتا ہے جو قرآن کریم سے کوئی چیز باہر نہیں۔"

(الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں یہ فرمایا کہ اُمتِ محمدیہ میں ہمیشہ ایک مطہر گروہ پیدا ہوتا رہا' ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا اور اس مطہر گروہ کو قرآنِ کریم کے اس وعدہ کے مطابق کہ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اللہ تعالیٰ وقت کی ضرورتوں کے مطابق قرآنِ کریم کے مخفی خزائن اور اسرار میں سے بہت سے اسرار اور بہت سی روحانی دولت عطا کرتا رہے گا۔ پھر وہ علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہو جائیں گے کہ جس طرح نئی نئی باتیں قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو مطہرین کے سردار تھے ان کو ہم سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے معارف اور دقائق سکھایا کرتا تھا' اور آپ نے جو بھی فرمایا وہ قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے۔ قرآن کریم سے زائد کوئی بات آپ نے نہیں کی۔ اس وقت حوالہ تو میرے پاس نہیں لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد دوسری جگہ بھی وضاحت کے ساتھ اسی بات کو بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور ہر ارشاد قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے جیسے آپ کا ہر فعل اور عمل قرآن کریم ہی کی تفسیر ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا تو آپ نے کہا اگر آپ کے اخلاق معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن کریم پڑھ لو۔ قرآن کریم نے جو کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کر دکھایا۔ تو آپ کے اخلاق تو قرآن میں تحریر ہیں کیونکہ آپ کے افعال اور اعمال عین قرآن کریم کے مطابق ہیں ان سے باہر نہیں۔

اس کو اِس آیت کے معنی سمجھنے کے لئے ایک بنیادی اہمیت دی ہے ۔ آپؑ نے فرمایا ہے کہ وعدہ یہ دیا گیا ہے کہ جس رنگ میں جس طور پر اُمتِ موسویہ میں خلافت کا نظام قائم کیا گیا تھا اُسی رنگ میں اُسی شکل میں اُمتِ مسلمہ میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا۔ میں پہلے دو تین ایسے حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑھنا چاہتا ہوں جن میں آپؑ نے یہ بتایا ہے کہ اُمتِ موسویہ کی خلافت اور اُمتِ محمدیہ کی خلافت میں مماثلتِ تامہ پائی جاتی ہے ۔ آپ ان حوالوں کو غور سے سُنیں اور پھر اس کے بعد میں بعض باتیں تفصیل سے بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"یعنی خدا تعالیٰ نے اِس اُمّت کے مومنوں اور نیکوکاروں کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے پہلوں کو بنایا تھا یعنی اسی طرز اور اسی طریق کے موافق اور نیز اسی مدّت اور زمانہ کے مشابہ اور اسی صورتِ جلالی اور جمالی کی مانند جو بنی اسرائیل میں سُنّت اللہ گزر چکی ہے اِس اُمّت میں بھی خلیفے بنائے جائیں گے اور ان کا سلسلۂ خلافت اُس سلسلے سے کم نہیں ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور نہ انکی طرزِ خلافت اُس طرز سے مبائن اور مخالف ہوگی جو بنی اسرائیل کے خلیفوں کے لئے مقرر کی گئی تھی ...... مماثلتِ تامہ کا اشارہ جو کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے سمجھا جاتا ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ مماثلت مدّتِ ایّامِ خلافت اور خلیفوں کی طرزِ اصلاح اور طرزِ ظہور سے متعلق ہے ۔ سو چونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں خلیفۃ اللہ ہونے کا منصب حضرت موسیٰؑ سے شروع ہوا اور ایک مدّتِ دراز تک نوبت بنوبت انبیاءِ بنی اسرائیل میں رہ کر آخر چودہ (سو) برس کے پُورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریمؑ پر سلسلہ ختم ہوا ..... پس جبکہ قرآنِ کریم نے صاف صاف بتلادیا کہ خلافتِ اسلامی کا سلسلہ اپنی ترقی اور تنزّل یا اپنی جلالی اور جمالی حالت کی رُو سے خلافتِ اسرائیلی سے بکلّی مطابق و مشابہ و مماثل ہوگا اور یہ بھی بتلادیا کہ نبی اُمّی عربیؐ مثیلِ موسیٰؑ ہے تو اِس ضمن میں قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام میں سرِ دفتر الٰہی خلیفوں کا مثیلِ موسیٰ ہے جو اِس سلسلۂ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تختِ عزّت کے اوّل درجے پر بیٹھنے والا اور تمام کا مصدر اور اپنی رُوحانی اولاد کا مورثِ اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ایسا ہی اِس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبتِ تامہ وہ مسیح ابن مریم ہے جو اِس اُمّت کے لوگوں میں سے بحکمِ ربّی مسیحی صفات سے رنگین ہو گیا ہے۔"

(ازالہ اوہام طبع اوّل صفحہ ۶۶۸-۶۷۳)

خلافتِ عظمیٰ اور مجدّدیتِ عظمیٰ صرف آنحضرتؐ کو حاصل ہے

اِس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اِس سلسلۂ خلافت میں اوّل درجہ کا مقام رکھتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ مَیں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو خلیفۃ اللہ صحیح معنی میں اور سچّے اور کامل طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات ہے اور کسی کی نہیں۔ اِس لئے آپؐ کو خلافتِ عظمیٰ حاصل ہے اور اِسی لئے آپؐ ہی مجدّدِ اعظم ہیں، مجدّدِ اعظم سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں" لیکچر سیالکوٹ" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہارِ سچائی کے لئے ایک مجدّدِ اعظم تھے جو گُم گشتہ سچائی کو دوبارہ دُنیا میں لائے۔" (لیکچر سیالکوٹ ص۲)

اور آپؐ نے اِس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ساری دُنیا کو تاریکی اور ظلمت سے نکال کر نُور کی طرف لانے کا کام سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نے نہیں کیا۔ پہلے انبیاء اپنے اپنے زمانہ اور اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوئے۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اُنہیں توفیق دی اور اُن قوموں کو بھی جن کی طرف وہ مبعوث ہوئے تھے توفیق دی ایک محدود وقت اور زمانہ میں ایک خاص قوم کو اُنہوں نے ظلماتِ شیطانی سے نکالا اور اُن کی استعداد کے مطابق انوارِ ربّانی سے منوّر کیا مگر ایک ہی شخص دُنیا میں پیدا ہوا ہے صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری دُنیا کی طرف مبعوث ہوا اور اب قیامت تک کے لئے جو مجدّدیتِ عظمیٰ کے مقام پر قائم اور فائز رہے گا اور ساری دُنیا کو تاریکی اور ظلمت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے نُور کی طرف کھینچ کر لانے کا کام اس مجدّدِ اعظمؐ کے سپرد ہے اور اِسی لئے وہ مجدّدِ اعظم ہے۔

تو اب خلافتِ عظمیٰ اِس سلسلہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اپنے رنگ میں محدود وقت کے لئے اور بنی اسرائیل کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے مجدّد اور خلیفہ تھے لیکن ساری دُنیا میں ایک ہی مجدّدِ اعظم تھا اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دونوں سلسلہ ہائے خلافت میں مماثلتِ تامّہ

مماثلتِ تامّہ کے متعلق جو آیتِ استخلاف میں کَمَا کے لفظ میں پائی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اگر اِس مماثلت سے مماثلتِ تامّہ مراد نہیں تو کلام عبث ہوا جاتا ہے کیونکہ شریعت

موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس برس تک، اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے نہ صرف چار، اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ۔"

(شہادت القرآن ص ۱۹)

پھر آپؑ فرماتے ہیں :-

"کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ اُن کی شریعت کی برکت اور خلافتِ راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا لیکن وہ نبیؐ جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے اُس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں ..... اور مِنْکُمْ کے لفظ سے یہ جتانا بھی منظور ہے کہ پہلے بھی وہی لوگ خلیفے مقرر کئے گئے تھے جو ایماندار اور نیکوکار تھے اور تم میں سے بھی ایماندار اور نیکوکار ہی مقرر کئے جائیں گے۔"　(شہادت القرآن صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴)

پھر آپؑ فرماتے ہیں :-

"بلکہ اِس جگہ مع حفاظتِ ظاہری حفاظتِ فوائد و تاثیراتِ قرآنی مُراد ہے اور وہ موافق سُنّت اللہ کے تبھی ہو سکتی ہے کہ جب وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلّی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جن کو وہ تمام برکات دی گئی ہوں جو نبیوں کو دی جاتی ہیں جیسا کہ اِن آیات میں اِس امرِ عظیم کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔"　(شہادت القرآن ص ۲۸)

پھر آپؑ فرماتے ہیں :-

"ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد اور محدث دُنیا میں آکر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالاتِ فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے

کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں ...... مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس اُمّت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے اور ان کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی ...... لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب اُن کے ساتھ نہیں تھی۔"

پھر فرماتے ہیں :۔

"چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائیبل شہادت دے رہی ہے۔"

(شہادت القرآن طبع اوّل صفحہ ۱۹ تا ۲۲)

پھر اسی مماثلتِ تامہ کے ذکر میں آپؑ فرماتے ہیں :۔

"خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایمانداروں کے لئے یہ وعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ وہ انہیں زمین پر اپنے رسولِ مقبول ؐ کے خلیفے کرے گا انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا ہے ..... یہ تو ظاہری طور پر بشارت ہے مگر جیسا کہ آیاتِ قرآنیہ میں عادت اللہ جاری ہے اس کے نیچے ایک باطنی معنی بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ باطنی طور پر ان آیات میں خلافتِ روحانی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک خوف کی حالت میں کہ جب محبتِ الٰہیہ دلوں سے اُٹھ جائے اور مذاہبِ فاسدہ ہر طرف پھیل جائیں اور لوگ رُو بہ دُنیا ہو جائیں اور دین کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمیشہ ایسے وقتوں میں خدا روحانی خلیفوں کو پیدا کرتا رہے گا کہ جن کے ہاتھوں پر روحانی طور پر نصرت اور فتحِ دین کی ظاہر ہو اور حق کی عزّت اور باطل کی ذلّت ہو تا ہمیشہ دین اپنی اصلی تازگی پر عَود کرتا رہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانے کے اندیشہ سے امن کی حالت میں آجائیں۔" (براہین احمدیہ طبع اوّل صفحہ ۲۳۵-۲۳۶ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کَمَا کی تفسیر لکھتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت میں جس قسم کے جس رنگ کے جس زمانہ تک جن وقتوں کی تحدید کے ساتھ خلفاء پیدا ہوتے رہے بالکل اسی طرح اُمّتِ محمدیہ میں پیدا ہوں گے۔ اُمّتِ موسویہ کے خلفاء کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو وہاں ہمیں کئی قسم کے خلفاء نظر آتے ہیں، ایک وہ سلسلۂ خلافت جو چودہ خلفاء پر مشتمل ہے جن کے پہلے اور اپنی اُمّت میں بڑے خلیفہ اور مجدد حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اور جن کے چودھویں اور سب سے آخری خلیفہ اور مجدد حضرت مسیح علیہ السلام

تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں بھی اس قسم کی خلافت اور تجدیدِ دین جاری رہی ہے یعنی اس نقطۂ نگاہ سے ایک ایسا سلسلہ اُمتِ محمدیہ میں پیدا ہوا جس سلسلۂ تجدیدِ دین کے مجددِ اعظم جنہیں خلافتِ عظمیٰ حاصل تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپؐ کے بعد پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ تھے اور حضرت ابوبکرؓ کو ایک کامل مشابہت حضرت یوشع بن نون سے تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پہلے خلیفہ ان تیرہ خلفاء کے سلسلہ میں پیدا ہوئے اور آپؑ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مشابہت پر بحث کی ہے جو حضرت ابوبکرؓ کی حضرت یوشع بن نون کے ساتھ تھی۔ اور پھر آپؑ نے فرمایا کہ آخر میں مَیں ہوں اور میری مشابہتِ کاملہ حضرت مسیح ناصریؑ سے ہے۔ اور آپؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب ایک سلسلہ لمبے عرصہ پر ممتد ہو (چودہ سو سال پر) تو ہر ایک کڑی کو لے کر تفصیلی بحث کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں کیونکہ تاریخ نے ان واقعات کی تفصیل کو محفوظ نہیں رکھا لیکن خدا کی حکمتِ کاملہ نے پہلی کڑی کی تاریخی تفصیلات کو محفوظ رکھا اور آخری کڑی کی تاریخی تفصیلات کو بھی محفوظ رکھا یعنی یوشع بن نون کے متعلق بھی ہمیں تفصیلی حالات معلوم ہیں اور حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق بھی تفصیلی حالات ہمیں معلوم ہیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی تفصیلی حالات ہمیں معلوم ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی تفصیلی حالات ہمیں معلوم ہیں۔ جو آپؑ کے صحابہ اب بھی زندہ ہیں انہوں نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو دیکھا اور جو ان کے بعد آنے والی نسل ہے ان کے سامنے بھی بار بار یہ تفصیل آتی ہے اور اس تفصیل کو جاننے والے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کن رنگوں میں اور کس طریق پر ایک کامل مشابہت حضرت مسیح علیہ السلام سے رکھتے ہیں۔ وہی حالات آپؑ کی زندگی پر گزرے جو حالات حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی پر گزرے تھے تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ اور آپؑ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلۂ خلافت اور اس سلسلۂ مجدد دین کا مَیں آخری خلیفہ ہوں سب سے آخر پر آنے والا، میرے بعد اس سلسلہ میں کوئی مجدد پیدا نہیں ہوگا، بشمولیت ہمارے مجددِ اعظمؐ اس سلسلہ کے خلفاء چودہ تھے اور چودہ کا عدد مَیں نے پورا کر دیا۔ اور آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ جس طرح وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت مسیح ناصریؑ تک جو آپؑ کے آخری خلیفہ تھے تیرہ خلفاء پیدا ہوئے جن میں سے پہلے بارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تعلق رکھتے تھے اور تیرھواں بے باپ پیدا ہونے کی وجہ سے آپؑ کی قوم کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اُن کے باپ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے۔ اسی طرح اُمتِ محمدیہ کے تیرہ خلفاء میں سے پہلے بارہ اسی مشابہت "کَمَا" کی وجہ سے قریش میں سے ہوئے اور ضروری تھا کہ تیرھواں قریش میں سے نہ ہوتا ورنہ مماثلت قائم نہ رہتی اور وہ مَیں ہوں موعود مسیحیت کا دعویٰ کرنے والا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ کے آخری خود کو قرار دیا ہے۔

سلسلۂ خلافتِ محمدیہؐ کے سب سے آخری خلیفہ

اس سلسلہ میں بہت سے حوالے ہیں یہاں چند کو میں نے منتخب کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"ایسا ہی سلسلۂ محمدیہ کی خلافت کا آخری خلیفہ جو مسیح موعود سے موسوم ہے سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ سے جو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہے مشابہت رکھے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۲ طبع اول۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۱)

پھر آپؑ اسی کتاب میں لکھتے ہیں :۔

"اس سلسلۂ مساوات سے لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے مسیح موعود سے جو شریعتِ اسلامیہ کا آخری خلیفہ ہے مشابہت رکھتے ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں :۔

"چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حسبِ وعدہ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ آخری خلیفہ اس اُمت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں آئے گا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۸۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۲)

پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں :۔

"اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفاءِ محمدیہ ہے جو سلسلۂ خلافتِ محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۳)

پھر آپؑ حضرت موسیٰؑ کی شریعت اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور اکمل شریعت جو قرآن کریم کی شکل میں ظاہر ہوئی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"ایک شریعتِ موسویہ دوسری شریعتِ محمدیہ۔ اور ان دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفے مقرر کئے ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۲)

پس اس واسطے آخری خلیفہ کے ہم کوئی اور معنی نہیں کر سکتے سوائے اس کے جو اس کے ظاہری معنی ہیں کیونکہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اس سلسلہ میں صرف تیرہ خلیفے ہیں اور

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اِس سلسلہ میں صرف **تیرہ خلیفے** ہیں اور مَیں آخری ہوں۔ تو معلوم ہُوا کہ اِس آخری کے اَور کوئی معنی نہیں ہو سکتے اور اِس سلسلۂ خلافت میں کسی اَور کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اب مَیں کچھ حوالے اِس ضمن میں اَور پڑھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:۔

"جس آیت سے دونو سلسلوں یعنی سلسلۂ خلافتِ موسویہ اور سلسلۂ خلافتِ محمّدیہ میں مماثلت ثابت ہے یعنی جس سے قطعی اور یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلسلۂ نبوّتِ محمّدیہ کے خلیفے سلسلۂ نبوّتِ موسویہ کے مشابہ و مماثل ہیں وہ آیت یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ..... تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دونو سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفاءِ محمّدیہ ہے جو سلسلۂ خلافتِ محمّدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔" (تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۵۶-۵۷)

پھر آپؑ فرماتے ہیں (یہ بھی اسی کی وضاحت ہے):۔

"اور پھر خدا نے محمّدی سلسلہ کے خلیفوں کو موسوی سلسلہ کے خلیفوں سے مشابہت دیکر صاف طور پر سمجھا دیا کہ اِس سلسلہ کے آخر میں بھی ایک مسیح ہے اور درمیان میں باراں خلیفے ہیں تا موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس جگہ بھی چودہ کا عدد پُورا ہو" (یعنی بشمولیت حضرت موسیٰؑ اور رسولِ اکرم مجدّدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم) (تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۲۳)

پس اِس سلسلۂ خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں خلیفہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر آپؐ کو شامل کیا جائے تو پندرھویں خلیفہ کی اِس سلسلۂ خلافت میں کوئی گنجائش نہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اور جس حالت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰؑ ٹھہرے اور نیز سلسلۂ خلفاءِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل سلسلۂ موسیٰ علیہ السلام قرار پایا جیسا کہ نصِّ صریح اِس پر دلالت کرتی ہے۔ پس واجب ہوا کہ سلسلۂ محمّدیہ **ایک ایسے خلیفہ** پر ختم ہو کہ وہ مثیلِ عیسیٰ علیہ السلام ہو جیسا کہ سلسلۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہُوا تاکہ یہ دونو سلسلے باہم مطابق ہو جائیں اور تاکہ وعدہ مماثلت اِس سلسلہ کے خلیفوں کا اور اس

کے سر پر مجدّد بھیجا کرے گا جو اُس کے دین کی تجدید کیا کریں گے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے زائد کوئی بات نہیں کی، آپؐ نے جو بھی کہا ہے وہ قرآن کریم کے اصول کی اور قرآن کریم کے اجمال کی تفسیر اور تفصیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

”اور جو لوگ وحیٔ ولایتِ عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں وہ ”اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ“ کے گروہ میں داخل ہیں۔ ان سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً دقائقِ مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے اور یہ بات ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں دی بلکہ احادیثِ صحیحہ میں مجملات و اشاراتِ قرآن کریم کی تفصیل ہے۔ سو اس معرفت کے پانے سے اعجازِ قرآن کریم اُن پر کھل جاتا ہے اور نیز ان آیاتِ بیّنات کی سچائی ان پر روشن ہو جاتی ہے جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے جو قرآن کریم سے کوئی چیز باہر نہیں۔“

(الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۷۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں یہ فرمایا کہ اُمّتِ محمدیہ میں ہمیشہ ایک مطہّر گروہ پیدا ہوتا رہا، ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا اور اس مطہّر گروہ کو قرآن کریم کے اس وعدہ کے مطابق کہ لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اللہ تعالیٰ وقت کی ضرورتوں کے مطابق قرآن کریم کے مخفی خزائن اور اسرار میں سے بہت سے اسرار اور بہت سی روحانی دولت عطا کرتا رہے گا۔ پھر وہ علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہو جائیں گے کہ جس طرح نئی نئی باتیں قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو مطہّرین کے سردار تھے، ان کو ہم سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے معارف اور دقائق سکھایا کرتا تھا، اور آپؐ نے جو بھی فرمایا وہ قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے۔ قرآن کریم سے زائد کوئی بات آپؐ نے نہیں کی۔ اس وقت حوالہ تو میرے پاس نہیں لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد دوسری جگہ بھی وضاحت کے ساتھ اسی بات کو بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور ہر ارشاد قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے جیسے آپؐ کا ہر فعل اور عمل قرآن کریم ہی کی تفسیر ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا تو آپ نے کہا اگر آپؐ کے اخلاق معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن کریم پڑھ لو۔ قرآن کریم نے جو کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کر دکھایا۔ تو آپؐ کے اخلاق تو قرآن کریم میں تحریر ہیں کیونکہ آپؐ کے افعال اور اعمال عین قرآن کریم کے مطابق ہیں ان سے باہر نہیں۔

سلسلہ کے خلیفوں کا پورا ہو جائے جیسا کہ امر مماثلت کَمَا کے لفظ سے ظاہر ہے جو آیت میں موجود ہے۔" (ترجمہ خطبہ الہامیہ طبع اول ص۵۱-۵۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۹۱-۹۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:-

"اور پھر ماسوا اس کے سورۃ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حد بست ہو جائے (یہاں آپؑ نے فرمایا ہے کہ یہاں رسولوں سے مراد اس سلسلہ کے خلفاء ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں جو مجدّدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ ہیں جن میں سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جن کے آخر میں اور چودھویں اور آخری اور چودہ کے عدد کو پورا کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں)

"یعنی سلسلۂ استخلافِ محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور مہدی معہود ہے ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ یعنی وہ آخری زمانہ جس سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہو جائے گی یعنی آخری خلیفہ کے ظہور سے قضاء وقدر کا اندازہ جو مرسلین کی تعداد کی نسبت مخفی تھا ظہور میں آجائے گا ...... اور اس جگہ خلفاءِ سلسلۂ محمدیہ کی تعیین مطلوب ہے ...... گویا یوں فرماتا ہے وَاِذَا الْخُلَفَاءُ بُیِّنَ تَعْدَادُهُمْ وَحُدِّدَ عَدَدُهُمْ بِخَلِيْفَةٍ هُوَ اٰخِرُ الْخُلَفَاءِ الَّذِيْ هُوَ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ فَاِنَّ اٰخِرَ كُلِّ شَيْءٍ يُعَيِّنُ مِقْدَارَ ذٰلِكَ الشَّيْءِ وَتَعْدَادَهٗ فَهٰذَا هُوَ الْمَعْنٰى وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۔"

(تحفہ گولڑویہ ص۱۹۱۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۴-۲۴۵)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:-

"لَا وَلِيَّ بَعْدِيْ اِلَّا الَّذِيْ هُوَ مِنِّيْ وَعَلٰى عَهْدِيْ ۔"

(خطبہ الہامیہ طبع اوّل ص۳۵)

میرے بعد کوئی ایسا ولی اور مقرب اور مجدّدِ دین اور خلیفہ پیدا نہیں ہوگا جو مجھے چھوڑ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کر سکے اور مجھ سے علیحدہ بھی رہے اور مقامِ قُرب اور مقامِ مجدّدیت حاصل کر سکے کیونکہ میں عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق اُمّتِ محمدیہ کے آخری خلیفہ کی حیثیت سے آیا ہوں۔

پہلے مجددین کی طرح کسی نئے مجدد کی آمد کا سوال پیدا نہیں ہوتا

ہم جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مجددین کی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ایک خصوصیت نمایاں طور پر سب میں موجود ہے جو یہ ہے کہ کسی مجدد نے کسی پہلے مجدد سے اِس رنگ میں فیض حاصل نہیں کیا کہ اُس نے دعویٰ کیا ہو کہ فلاں مجدد کے فیض اور برکت سے مَیں نے اِس مقامِ اطاعتِ رسولؐ اور فنا فی الرسول کو حاصل کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ایسا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ آپؐ کے فیض سے کوئی باہر نہیں رہ سکتا۔ جو شخص کسی قسم کی روحانی برتری کو حاصل کرے گا یا کسی روحانی مقام یا قُرب کے مقام کو پالے گا یا اللہ تعالیٰ کی رضا، اور اس کی محبت کو حاصل کرے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرے اِس واسطے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے متعلق بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کئے بغیر کسی روحانی مقام کو حاصل کیا۔ اس کے بغیر نہ وہ صالح بن سکتا ہے، نہ صدیق بن سکتا ہے، نہ وہ شہید بن سکتا ہے اور نہ ولی بن سکتا ہے، نہ وہ ائمہ کا درجہ حاصل کر سکتا ہے، نہ وہ علماءِ ربانی کا مقام پا سکتا ہے۔ کسی قسم کا روحانی درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو بارہ خلفاء ہوئے اُن میں سے کسی نے اپنے سے پہلے خلیفہ یا مجدد سے فیض حاصل کر کے یہ مقامِ قُرب حاصل نہیں کیا نہ کسی پہلے مجدد کے طفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پائی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض پہلے مجددین سے علمی لحاظ سے جو بعض غلطیاں ہو گئی تھیں بعد میں آنے والے مجدد نے اُس غلطی کی نشان دہی کی اور اُسے دُور کیا۔ آپ کو ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی۔ تو جس مجدد کی علمی غلطی کو کوئی دوسرا مجدد دُور کر رہا ہے اس سے کامل تعلقِ اطاعت تو اُس کا نہیں ہو سکتا اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُس نے فلاں پہلے مجدد سے کامل تعلق پکڑا اور پھر محبتِ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور مقامِ مجددیت کو حاصل کیا اِس رنگ میں وہ مختلف تھے۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چونکہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسولؐ کا ایک کامل اور حقیقی اور سچا تعلق عطا ہُوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یعنی ایک طرف اللہ میں کامل فنائیت اور دوسری طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل فنا، یعنی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کامل متبع، کامل فرمانبردار اور کامل اُمتی تھے اِس لئے خدا تعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ وہ ٹھاٹھیں مارتا ہُوا روحانی دریا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اِس دُنیا میں تمام بنی نوعِ انسان کو روحانی طور پر سیراب کرنے کے لئے جاری کیا گیا تھا اس کو حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے خادمِ رسولؐ کی حیثیت سے دُنیا میں پُوری اشاعت کی غرض سے مختلف نہروں میں ڈال دیا۔ یہ رُوحانی آبِ حیات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کا ہے صرف اس کا جو برتن ہے وہ بدلا ہے۔ دیکھو نہر کا اپنا تو کوئی پانی نہیں ہوتا دریا کا ہی پانی ہے جو اس کا سرچشمہ ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا کوئی پانی نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وہ سارا پانی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا اب بھی جاری ہے مختلف نہروں کی شکل میں۔ کیونکہ یہ مقدر تھا کہ اس آخری زمانہ میں اللہ تعالےٰ اشاعتِ اسلام کے ایسے سامان پیدا کرے گا کہ ساری دُنیا میں قرآن کریم کے حقائق اور معرفت کی باتیں اور تاثیراتِ قدسیہ پھیل جائیں اور ہر قوم اور ہر مُلک اور ہر نسل کو اللہ تعالیٰ کا یہ رُوحانی پانی (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بھیجا گیا) یہ آبِ زلالِ محمدؐ سیراب کرے۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ مختلف نہروں میں اس کو ڈالا جاتا۔ اب وہ پانی ان نہروں میں ڈال دیا گیا ہے۔ یہ انتظام بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ماتحت آپؐ کے ایک عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ کیا گیا ہے کیونکہ مغایرت کوئی نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد اب اس قسم کا کوئی ولی نہیں پیدا ہوگا جس قسم کے مجھ سے پہلے پیدا ہوتے رہے ہیں اور وہی ولی اور مجدد بن سکے گا جو اپنے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اللہ کا عشق اس نمونہ کے مطابق پیدا کرے گا جو میں اس کے سامنے رکھتا ہوں اور جو اُن انوارِ قرآنی اور فیوض و برکاتِ محمدؐ سے حصہ لے گا جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے میرے ذریعہ سے روشن کئے اور جاری کی ہیں مجھ سے پرے اور دُور رہ کر اور مجھ سے پختہ تعلق قائم کئے بغیر کوئی شخص بھی مقام ولایت نہیں پا سکتا۔ پس نئی صدی کے سر پر پہلے مجددین کی طرح کسی نئے مجدد کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پہلے مجدد اَور نوعیت کے آتے رہے ہیں۔ آنے والے امام مہدی کے ظلّی ہوں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ مجددِ الفِ آخر بھی ہیں

آپؑ نے یہ بھی فرمایا ہے اور اسے اچھی طرح کان کھول کر سُن لو کہ چودھویں صدی کا بھی میں ہی مجدد ہوں اور پندرھویں صدی کا بھی میں ہی مجدد ہوں اور سولھویں صدی کا بھی میں ہی مجدد ہوں، اور سترھویں اور اٹھارویں اور اُنیسویں اور بیسویں صدیوں کا بھی میں ہی مجدد ہوں کیونکہ میں صرف صدی کا ہی مجدد نہیں بلکہ اس آخری ہزار سال کا میں ہی مجدد ہوں۔ پس نئی صدی کے سر پر نئے مجدد کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ آپؑ اگر صرف صدی کے سر کے مجدد ہوتے تو بعض لوگ یہ سوال کر سکتے تھے کہ جو صدی آرہی ہے اس کے سر پر کون مجدد ہوگا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گویا یوں فرمایا ہے کہ نئی صدی آرہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قائم ہونیوالی خلافتِ راشدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافتِ راشدہ کا سلسلہ جاری رہے گا جیسا کہ آپؑ نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :-

" غرض دو۲ قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ)

(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کرتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دیں گے (یعنی آیتِ استخلاف کے وعدہ کو پورا کیا اور آیتِ استخلاف میں انجمن کا وعدہ نہیں ہے خلافت کا وعدہ ہے) ..... سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو۲ قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو۲ جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے (اب دیکھو نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت میں "قدیم سے سُنّت اللہ" کے مطابق کسی انجمن کو خلیفہ اور جانشین بنایا گیا نہ کسی اور نبی کی جماعت میں یہ "قدیم سے سُنّت اللہ" ہمیں نظر آتی ہے) اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے

اور حسبِ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نئی صدی کے سر پر ایک مجدد بھی ہوگا لیکن وہ کوئی اور نہیں ہوگا وہ میں ہی ہوں گا۔ آپؑ لیکچر سیالکوٹ میں فرماتے ہیں :-

"پھر ہزار پنجم کا دَور آیا جو ہدایت کا دَور تھا۔ یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور خُدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دُنیا میں قائم کیا۔..... ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظِلّ کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اَب دُنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خُدا تعالیٰ کی طرف سے ہے مسیح موعود کہلاتا ہے۔ وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجددِ الفِ آخر بھی۔"

(لیکچر سیالکوٹ صلا)

پس اِس آخری ہزار کے سر پر امام الزّمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظِلّ کے ہو۔ چونکہ اِس ہزار میں دُنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے۔ آپؑ نے کہا کہ یہ صرف میرا دعویٰ نہیں ہر نبی اِس بات پر شہادت دیتا ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجددِ صدی بھی ہے اور مجددِ الفِ آخر بھی۔ پُورے ہزار سال کا مجدد ہے۔ اِس واسطے کوئی شخص یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ پندرھویں صدی کے سر پر مجدد نہیں ہوگا یا سولہویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہیں ہوگا لیکن جو شخص یہ کہتا ہے کہ پندرھویں، سولہویں، سترھویں یا اٹھارھویں صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور مجدد ہوگا وہ غلط کہتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کو جھٹلاتا ہے۔ وہ آپؑ کی جماعت کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ اب یہ ایک سلسلۂ مجددین ہے جس کے متعلق آیتِ استخلاف میں کَمَا کا لفظ اشارہ کر رہا ہے۔ جن چودہ خلفاء کی تحدید اور تعیین اُمتِ موسویہ میں کی گئی تھی جن کے سر پر حضرت موسیٰؑ تھے اور جن کے بعد آپؑ کے تیرہ خلفاء۔ اِس مشابہت کے نتیجہ میں ایک سلسلہ چودہ خلفاء کا پیدا ہونا ضروری تھا جس کے سر پر ہمارے افضل الرسل خاتم النبیّین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور جس کے آخر میں مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر یہ سلسلۂ مجددین (جس کا مذکورہ حدیث میں ذکر ہے) جس کی تعداد چودہ تھی اور جس سلسلہ کے مجددِ اعظم اور آخری خلیفہ کے درمیان بارہ خلفاء تھے وہ سلسلۂ خلافت تو ختم ہوگیا اِس وجہ سے بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف ایک صدی کے مجدد کی حیثیت میں نہیں بلکہ دنیا کی زندگی کے آخری ایک ہزار سال کے

مجدّد ہونے کی حیثیت میں مبعوث ہوئے۔ اس سلسلہ میں آنے والی ہر صدی کے سر پر سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کوئی مجدّد پیدا نہیں ہوگا آپؑ ہی مجدّد ہوں گے لیکن یہ "کَمَا" کی ایک تشریح ہے۔

خلافتِ راشدہ کی ایک دوسری شاخ کا وعدہ

"کَمَا" کی ایک دوسری تفسیر کے مطابق خلافتِ راشدہ کی ایک دوسری شاخ کا وعدہ دیا گیا ہے۔ دراصل چودہ کا یہ سلسلۂ خلفاء و مجدّدین اور خلافتِ راشدہ ایک ہی سلسلۂ خلافت ہے جو آگے دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ خلافتِ راشدہ کی ایک شاخ تو چودہ مجدّدین کی ہے (بشمولیت مجدّدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم) اور خلافتِ راشدہ کی دوسری شاخ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے آنے والے خلفاءِ راشدین و مجدّدین اور آپؑ کے بعد آنے والے خلفاءِ راشدین و مجدّدین (جو آپؑ کے ظل کے طور پر مبعوث ہوں گے) پر مشتمل ہے۔ پس خلافتِ راشدہ دو حصوں میں منقسم ہوگئی۔ ایک وہ خلفاء اور مجدّدین جو چودہ مجدّدین کی شاخ میں منسلک ہوئے کیونکہ سارے خلافتِ راشدہ کا حصہ ہیں اور ایک وہ خلفاءِ راشدین جو اس سلسلہ میں منسلک نہیں ہوئے اور اس سے باہر رہے لیکن ہیں وہ بھی خلفاءِ راشدین۔ جیسے مثلاً حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی رضوان اللہ علیہم یا مثلاً وہ قدرتِ ثانیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہزار سالہ مجدّدیت کے زمانہ میں ظاہر ہونی تھی تو یہ ایک دوسری شاخ خلافتِ راشدہ کی ہے جو چلی آرہی تھی اور چلی جارہی ہے۔

پس "کَمَا" کے لفظ میں جس خلافت کا وعدہ دیا گیا ہے اس کا پہلا سلسلہ (جیسا کہ میں نے بتایا ہے) دو شاخوں میں منقسم ہوجاتا ہے۔ ایک وہ سلسلہ جو چودہ پر مشتمل ہے جس کے پہلے اُمّتِ محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مجدّدِ اعظم کی حیثیت سے، اور جس کے آخر میں مسیح موعود علیہ السلام ہیں فانی فی محمدؐ کی حیثیت میں۔ دراصل آپؑ کے رتبہ اور مقام کا انحصار ہی اس فنا فی محمدؐ پر ہے۔ لوگ سمجھتے نہیں اور خواہ مخواہ اعتراض پیدا ہوجاتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل طور پر فنا ہو کر آپؐ ہی کا نام محمدؐ اور احمدؐ نہ پاتے تو آپؑ کو یہ مقام حاصل نہ ہوتا کہ اگلے ہزار سال کی مجدّدیت آپؑ کو دے دی جاتی۔ یہ سب فیض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ کہے کہ میں نے آپؐ کے فیض سے باہر خدا کی محبت اور فیوض کو پایا۔ اور وہ بھی سچ نہیں کہتا جو ہماری طرف اس بات کو منسوب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر بھی رحم کرے۔ ہم اس کامل یقین پر قائم ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض پہلے بھی جاری تھے (آپؐ کی بعثت سے بھی) اور آپؐ کی بعثت کے بعد بھی جاری رہے اور رہیں گے قیامت تک۔

جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔" (الوصیت ص۶)

پس پہلے سلسلۂ خلافت کی وہ شاخوں کا میں نے اس وقت ذکر کیا ہے۔ ایک پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور ایک کی طرف اختصار سے اشارہ کیا ہے یعنی (۱) چودہ خلفاء کا وہ سلسلہ جس کے سر پر بطور سرِ اعظم اور افضل الرسل مجددِ اعظم کی حیثیت سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس کے آخر میں مسیح موعود علیہ السلام جس کا اپنا وجود ہی کوئی نہیں۔ اس لئے ہم لوگوں کو سمجھانے کے لئے بعض دفعہ عظیم رُوحانی فرزند بھی کہہ دیتے ہیں۔ موعود مسیح اور مسعود مہدی بھی کہہ دیتے ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ انسان کی زبان میں وہ لفظ ابھی نہیں بنا کہ ہم اس مقام کو بیان کر سکیں جس فنائی محمدؐ کے مقام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پایا اور کامل فنا اپنے وجود پر طاری کی۔ آپؑ کا اپنا وجود ہی باقی نہ رہا۔ سارا وجود، سارے اخلاق، سارے جذبات اور ساری قوتیں اور استعدادیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہوگئیں۔ تمثیلی زبان میں آپؐ ہی دنیا میں دوبارہ نازل ہوئے بروز کے رنگ میں۔ یہ تمثیلی زبان ہے کسی کو اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمثیلی زبان کا رواج ساری دُنیا میں پایا جاتا ہے اور اسی لئے پایا جاتا ہے کہ بعض باتوں کی حقیقت کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں ملتے اس لئے مثال دے دی جاتی ہے۔

دوسرے خلافتِ راشدہ کی وہ دوسری شاخ ہے جو ان بارہ سے مختلف ہے۔ یعنی خلفاءِ راشدین میں سے بعض پہلی شاخ کا حصہ بن گئے اور چودہ میں شامل ہوگئے۔ اور بعض ایسے ہیں جو ان چودہ خلفاء کے سلسلہ میں شامل نہیں، اور خلافتِ راشدہ کی دوسری شاخ ہم انہیں کہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد آپؑ کے ظلّ کے طور پر آنے والے خلفاء اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ پس خلافتِ راشدہ تو قائم ہے حسبِ وعدہ آیتِ استخلاف، مگر خلافتِ راشدہ کا یہ ایک دوسرا سلسلہ اور دوسری شاخ ہے۔ کچھ کڑیاں پروئی گئیں کچھ آئندہ پروئی جائیں گی۔ جب تک خدا چاہے گا یہ سلسلہ اپنی کڑیوں کے لحاظ سے بڑھتا چلا جائے گا۔

خلافتِ ائمہ کے ایک اور سلسلہ کا وعدہ

پھر آیتِ استخلاف میں خلافت کے ایک دوسرے سلسلہ کا وعدہ بھی دیا گیا ہے جو پہلی دو شاخوں سے مختلف ہے۔ ہے تو یہ خلافتِ حقہ ہی لیکن ہم نے ایک اصطلاح بنائی تھی اس لئے اس کو ہم خلافتِ راشدہ نہیں کہتے گو رُشد سے وہ بھی بھری ہوئی ہے۔ ہم اسے خلافتِ ائمہ کہیں گے۔ اور خلافت کا یہ سلسلہ جو ہے اس کی رُو سے اُمتِ محمدیہ میں سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں خلفاء پیدا ہوئے۔ جیسا کہ اُمتِ موسویہ

میں سینکڑوں ہزاروں خلفاء پیدا ہوئے کچھ انبیاء کے نام سے اور کچھ ربانی علماء کے نام سے آئے پس "کما" جو آیتِ استخلاف میں ہے یہ "کما" ہم سے ایک دوسرا وعدہ بھی کرتا ہے اور وہ یہ کہ جس طرح اُمّتِ موسویہ میں اللہ تعالیٰ کے ہزاروں نیک بندے خلیفہ کی حیثیت میں یعنی نائب رسول کی حیثیت میں رسول ہی کا کام کرنے والے پیدا ہوئے اسی طرح اُمّتِ محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں ایسے خدا کے بزرگ بندے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پانے والے پیدا ہوں گے جو اسلام کے چہرہ کو روشن رکھیں گے ۔ اور جیسا کہ ایک ایک وقت میں اُمّتِ موسویہ میں چار چار سو نائب اور خلیفہ بھی پیدا ہوئے اس کے مقابلہ میں چونکہ اُمّتِ محمدیہ کا دائرہ وسیع ہے ہو سکتا ہے کہ اُمّتِ موسویہ کے چار سو کے مقابلہ میں ایک ہی وقت میں چار ہزار بزرگ پیدا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کی حیثیت میں اور آپؐ کی نیابت میں آپؐ کا کام کریں۔ اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ظاہر ہوگی۔

پس یہ بھی "کما" کے لفظ میں ایک وعدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر بھی بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند حوالے مَیں اکٹھے پڑھ دوں گا۔ آپ بھی اس پر غور کریں مَیں بھی بعد میں مختصر طور پر نتیجہ نکالوں گا۔ آپؐ فرماتے ہیں :-

"جس حالت میں خدا تعالیٰ شریعتِ موسوی کی تجدید ہزارہا نبیوں کے ذریعہ سے کرتا رہا ہے اور گو وہ صاحبِ کتاب نہ تھے مگر مجددِ شریعتِ موسوی تھے۔ یہ اُمّت خیر الامم ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس اُمّت کو خدا تعالیٰ گوشۂ خاطر عاطر سے فراموش کر دے۔"

{ مکتوبات حضرت مسیح موعودؑ بنام حاجی محمد ولی اللہ صاحب ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء مشمولہ مکتوباتِ احمدیہ جلد ششم حصہ اوّل صفحہ ۱ }

پھر آپؐ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ وعدہ دے چکا ہے کہ اس دُنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے پیدا کرے گا۔ آیتِ استخلاف میں یہ وعدہ دیا قیامت تک اس کو قائم کرے گا۔ یعنی جس طرح موسیٰؑ کے دین میں مدّت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا ایسا ہی اس جگہ بھی کرے گا اور اس کو معدوم نہیں ہونے دے گا۔ فرمایا :-

"پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلّی طور پر انوارِ نبوت پا کر دُنیا کو ملزم کریں اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اُس کی برکات لوگوں کو دکھلاویں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کے لئے اتمامِ حجّت بھی مختلف رنگوں سے ہُوا کرتا ہے اور مجددِ

وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے ...... اگر صرف بنی اسرائیل کے نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں پر ہی نظر ڈالی جائے تو اُن کی کتابیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چودہ سو برس کے عرصہ میں یعنی **حضرت موسیٰؑ سے حضرت مسیحؑ تک ہزارہا نبی اور محدّث ان میں پیدا ہوئے** جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے۔

..... اب کوئی سوچنے والا سوچے کہ جس حالت میں موسیٰؑ کی ایک محدود شریعت کے لئے جو زمین کی تمام قوموں کے لئے نہیں تھی اور نہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا تھا خدا تعالیٰ نے یہ احتیاطیں کیں کہ ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے اور بارہا آنے والے نبیوں نے ایسے نشان دکھلائے کہ گویا بنی اسرائیل نے نئے سرے سے خدا کو دیکھ لیا۔ تو پھر یہ اُمّت جو خیر الامم کہلاتی ہے اور خیر الرسل کے دامن سے لٹک رہی ہے کیونکر ایسی بدقسمت سمجھی جائے کہ خدا تعالیٰ نے صرف تیس برس اس کی طرف نظرِ رحمت کر کے اور آسمانی انوار دکھلا کر پھر اس سے مُنہ پھیر لیا...... کیا اس کریم خدا سے ایسا ہو سکتا ہے جس نے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ کے مفاسد دُور کرنے کے لئے بھیجا تھا ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ پہلی اُمتوں پر تو خدا تعالیٰ کا رحم تھا اِس لئے اُس نے توریت کو بھیج کر پھر ہزارہا رسول اور محدّث توریت کی تائید کے لئے اور دِلوں کو بار بار زندہ کرنے کے لئے بھیجے لیکن یہ اُمّت موردِ غضب تھی اِسی لئے اُس نے قرآنِ کریم کو نازل کر کے ان سب باتوں کو بھلا دیا اور ہمیشہ کے لئے علماء کو اُن کی عقل اور اجتہاد پر چھوڑ دیا..... لیکن دینِ اسلام کے طالبوں کے لئے وہ انتظام نہ کیا۔ گویا جو رحمت اور عنایتِ باری حضرت موسیٰؑ کی قوم پر تھی وہ اِس اُمّت پر نہیں ہے۔

..... انسان نہایت ضعیف اور ہمیشہ تقویتِ ایمان کا محتاج ہے اور اِس راہ میں اپنے خودساختہ دلائل کبھی کام نہیں آ سکتے جب تک تازہ طور پر معلوم نہ ہو کہ خدا موجود ہے۔ ہاں جھوٹا ایمان جو بدکاریوں کو روک نہیں سکتا نقلی اور عقلی طور پر قائم رہ سکتا ہے۔ اور اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دِین کی تکمیل اِس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلّی دستبردار ہو جائے

..... یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گُم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ اور یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی

بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص اس کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔
اب خلاصہ اس تمام تقریر کا کسی قدر اختصار کے ساتھ ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دلائل مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں اور ہر ایک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اس کو دُور کریں اور آسمانی روشنی پا کر دین کی صداقت ہر ایک پہلو سے لوگوں کو دکھلاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں۔" (شہادت القرآن طبع اول صفحہ ۳۰-۳۱)

دلائل مذکورہ دینے کے بعد آپؑ فرماتے ہیں کہ :-

"خدا تعالیٰ اس اُمت کے لئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا ..... چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اس غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے ..... اور پھر یہ آیت خلافتِ ائمہ پر گواہِ ناطق ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ۔ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ يَرِثُهَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ صالح۔ اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

پھر اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اِسی طور پر اس اُمت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسیٰؑ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہیئے تھا کہ موسیٰؑ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا ..... تو پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے۔" (شہادۃ القرآن)

اور دوسری جگہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ اُمتِ موسویہ میں ہزارہا خلفاء اس سلسلہ میں پیدا ہوئے

ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی ہوتا تھا جو تجدیدِ دین کے لئے آتا تھا۔ مثلاً جب موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت پھیل گئی تو اس زمانہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا یا اُن کی تربیت کرنا بڑا مشکل تھا۔ تو جب بنی اسرائیل مختلف علاقوں میں پھیل گئے اور مختلف قبائل اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے تو ان کو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ اور بشارت کے مطابق سنوارنا تھا ایسی حالت میں چار چار سو نبی کی بھی ضرورت پیدا ہوئی۔ جتنے کی ضرورت تھی اور جس رنگ میں ضرورت تھی خدا نے جو وعدہ کیا تھا وہ اُس نے پورا کیا کیونکہ وہ سچے وعدوں والا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں :-

"برائے خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ قیامت تک تم میں رُوحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ رُوحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں ۔"

(شہادت القرآن طبع اوّل صـ۳۷-۳۸)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے مگر آپؐ میں سے ہو کر اور آپؐ کی مُہر سے۔ اور فیضان کا سلسلہ جاری ہے کہ **ہزاروں اِس اُمّت میں سے** مکالمات اور مخاطبات کے شرف سے مشرف ہوئے اور انبیاء کے خصائص ان میں موجود ہوتے رہے ہیں۔ سینکڑوں بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے ایسے دعوے کئے۔ چنانچہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ایک کتاب فتوح الغیب ہی کو دیکھ لو۔" (الحکم ۱۷؍اپریل ۱۹۰۳ء صـ۳ کالم ۳)

پھر آپؑ نے تحفہ گولڑویہ میں یہ فقرہ بھی لکھا ہے جسے پڑھ کر بڑی لذت آتی ہے۔ وہاں بحث یہ ہے جہاں سے مَیں نے یہ فقرہ لیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ پہلی تین صدیاں انتہائی بزرگی، تقدس اور قُربِ الٰہی پانے والوں کی ہوں گی اور اسلام اپنی رُوحانیت کے کمال کو پہنچا ہوا ہوگا لیکن پھر اس کے بعد ایک تنزّل کا دَور آئے گا جو ہزار سالہ دَور ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں اِس دَور کو فیج اعوج کا زمانہ کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں اِس غیرت کی وجہ سے جو اسلام کے لئے آپ کو تھی اور اس شدید محبت کی وجہ سے جو آپؑ کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی تھی یہ خیال پیدا ہوا کہ معترض یہ اعتراض کرے گا کہ پہلی تین صدیوں کے بعد پھر اندھیرا

چھا گیا یہ کیا ہؤا، اِس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض آتا ہے تو آپؑ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ :-

"گو دوسرے فرقوں کی نسبت درمیانی زمانہ کے صلحائے اُمّتِ محمّدیہ بھی باوجود طوفانِ بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں"

(تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صلا۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۲۶)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ آیتِ استخلاف میں "کَمَا" کے لفظ کے ساتھ ایک اور سلسلۂ خلافت کا وعدہ بھی کیا گیا ہے اور یہ دوسرا سلسلۂ خلافت ہے کیونکہ پہلے دو سلسلہ ہائے خلافت دراصل ایک ہی سلسلہ کی دو شاخیں ہیں۔ اُن کو مَیں نے خلافتِ راشدہ کا نام دیا ہے۔ یہی نام میرے خیال میں زیادہ مناسب ہے۔ تو ایک تو خلافت کا وہ سلسلہ ہے جو دو شاخوں پر مشتمل ہے اور جسے مَیں خلافتِ راشدہ کا نام دیتا ہوں۔ اور ایک دوسری خلافت کا وعدہ ہے جو خلافتِ ائمّہ ہے اور اس کا وعدہ بھی "کَمَا" کے لفظ میں ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت سے یہ وعدہ کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اِس وعدہ کو اِس رنگ میں پورا کیا کہ حضرت موسیٰ کی اُمّت کو اپنے مذہب اور ہدایت اور تورات سے دُور جانے سے بچانے کے لئے حسبِ ضرورت ایک ایک وقت میں چار چار سَو نبی پیدا کئے اِسی طرح اُمّتِ محمّدیہ سے یہ وعدہ ہے کہ وہ اُمّتِ محمّدیہ میں قرآن کریم کے انوار کی شمع کو روشن رکھنے کے لئے ہر زمانہ میں، ہر مُلک میں، ہر قریہ اور شہر میں ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور اس دوسرے سلسلۂ خلافت کی کڑیاں ہوں گے۔ وہ دُنیا کو صحیح قرآنی تفسیر کی طرف بُلانے والے ہوں گے اور اسلام کے چہرہ کو روشن رکھنے والے ہوں گے اور یہ وہ نجوم ہیں جن کا وعدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو دیا ہے اور ان کی کثرت بھی اُن نجوم کی کثرت کی طرح ہی ہے جو آسمان پر ہمیں چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پس اِس سلسلۂ خلافت میں دو یا چار یا بارہ کا سوال نہیں ہزاروں لاکھوں ہیں جو اُمّتِ محمّدیہ میں پیدا ہوئے اور ہزاروں لاکھوں ہیں جو اُمّتِ محمّدیہ میں پیدا ہوں گے اور اسلام کے چہرہ کو روشن رکھیں گے اور ان کی مثال نجوم کی مثال ہے اور ان کی تعداد کی کوئی حد بست نہیں، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے پیدا ہوگئے اور کتنے پیدا ہوں گے جیسا کہ اُمّتِ موسویہ میں ہزارہا اِس قسم کے خلفاء پیدا ہوئے اسی طرح اُمّتِ محمّدیہ میں ہزارہا بلکہ لکھو کھا شاید کروڑہا اس قسم کے خلفاء پیدا ہوں گے کیونکہ اُمّتِ محمّدیہ اپنی وسعتِ مکانی اور وسعتِ زمانی میں اُمّتِ موسویہ سے بہت بڑھ کر ہے۔

خلافتِ ائمّہ اور خلافتِ راشدہ کے باہمی تعلق کی نوعیت

ایک سوال رہ جاتا ہے کہ اِس دوسری قسم کے خلفاء کا رشتہ اور تعلق پہلی قسم کے خلفاء سے کیا ہے کیونکہ کوئی

کہہ سکتا ہے کہ اگر ایک ہی وقت میں یہ خلفاء پیدا ہو گئے تو کہیں انارکی تو نہیں ہو جائے گی۔ یعنی ہر ایک اپنی چلائے تو اس کے متعلق اسلام نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ پہلا سلسلہ تو وہ ہے کہ جس سلسلہ کا خلیفہ اپنے وقت کے تمام خلفاء کا سردار ہوتا ہے اور وہ اس کے اجزاء ہوتے ہیں۔ یہ کہنا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دوسرے بزرگ صحابہؓ میں رُشد و ہدایت نہیں تھی غلط ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ تمام بزرگ صحابہؓ جن میں سے بعض کو بعد میں خلافت ملی گو اکثر کو نہیں ملی اس دوسرے وعدہ کے مطابق جس کا میں نے اب آخر میں ذکر کیا ہے اُمتِ محمدیہ کے خلفاء کے زمرہ میں ہی تھے۔ وہ مصلح اور ائمہ تھے مگر وہ شریعت کے استحکام اور اشاعتِ قرآن کی مہم میں خلیفۂ وقت کی مدد کرنے والے تھے اور خلافت کے ماتحت تھے۔ اگر خلافتِ راشدہ سے اپنا تعلق قطع کر لیتے تو وہ خدا کی نگاہ میں خدا سے دُور ہو جاتے اور تمام برکتیں اُن سے چھین لی جاتیں جیسا کہ اُن لوگوں سے برکتیں چھین لی گئیں جنہوں نے ظاہری طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ سے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپؓ کی بات نہیں مانتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانتے تھے آپ ہم میں نہیں رہے تو ہم آزاد ہو گئے۔ بعض ایسا کہنے والے بھی تھے لیکن ساری برکتیں ان سے چھین لی گئیں۔ آج اُن کے ناموں سے بھی آپ واقف نہیں لیکن اس دوسرے سلسلہ کے خلفاءِ اُمت، صلحاءِ اُمت، ائمۂ اُمت خلافتِ راشدہ کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اگر اس نے اپنا رشتہ قطع کر لیں تو بلعم باعور بن جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ان سے قطع تعلق ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آ جاتے ہیں لیکن جب تک ان کا رشتہ قائم رہتا ہے خلافتِ راشدہ کا خلیفہ اُن تمام کا سردار ہوتا ہے اور بڑا خوش قسمت ہے وہ خلیفۂ وقت جس کے ماتحت دوسروں کی نسبت زیادہ اس دوسرے سلسلہ کے خلفاء و ائمہ موجود ہوں کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی طاقت دی ہے، ایسے ہتھیار دیئے ہیں جو بعض دوسروں کو نہیں دیئے۔ اِسی لئے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو یہ کہنا پڑا جس وقت کسی نے اعتراض کیا تو آپؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خدا نے میرے جیسے انسان دیئے تھے اور مجھے تمہارے جیسے انسان دیئے ہیں۔ تو یہ سلسلۂ خلافت تو ہزاروں خلفاء پر مشتمل ہے لیکن جب تک خلافتِ راشدہ کسی شکل میں رہے یا نہ رہے یہ ہزاروں خلفاء خلیفۂ راشد کے ماتحت ہوں گے۔

پہلے سلسلۂ خلافت کی ایک شاخ تو جو بعد نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ خلفاء و مجددین پر مشتمل تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہو گئی۔ اگلی صدی کے مجدد کی ہر ایک کو تلاش کرنی چاہیئے لیکن ہر آنے والی صدی کے سر پر جو شخص مجدد کی تلاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جو آخری ہزار سال کے مجدد ہیں) کے علاوہ وہ کوئی ایسا چہرہ دیکھتا ہے جو آپؑ کے خلیفہ کا نہیں، آپؑ کے ظل کا نہیں وہ سچے مجدد کا چہرہ نہیں دیکھتا لیکن پہلے سلسلۂ

خلافت کی دوسری شاخ، اور وہ بھی خلافتِ راشدہ کا حصّہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اظلال کی شکل میں جاری ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں تم ایمان کی اور اعمالِ صالحہ کی شرط پوری کرتے رہنا تمہیں قدرتِ ثانی کے مظاہر یعنی خلافتِ راشدہ کا اللہ تعالیٰ قیامت تک وعدہ دیتا ہے۔ خدا کرے کہ محض اُسی کے فضل سے جماعت عقائدِ صحیحہ اور پختہ ایمان اور طیّب اعمال کے اُوپر قائم رہے تاکہ اُس کا یہ وعدہ قیامت تک جماعت کے حق میں پُورا ہوتا رہے اور جب تک یہ سلسلۂ خلافت جاری رہے گا اور قائم رہے گا وہ ہزاروں لاکھوں خدا کرے کہ کروڑوں خلفاء جو دوسرے سلسلۂ خلافت میں منسلک ہیں یعنی سلسلۂ خلافتِ ائمہ میں خلیفۂ راشد کے ماتحت ہوں گے اور اس کی اطاعت میں اپنا فخر سمجھیں گے اور اس کی اطاعت سے ہر برکت اور فیض حاصل کریں گے وہ اس حقیقت پر قائم ہوں گے اور اُن کو اُن کا ربّ سمجھا دے گا کہ جو شخص وقت کے امام کو پہچانتا نہیں اور اس سے روگردانی کرتا ہے وہ اللہ کے حکم سے روگردانی کرنے والا ہے۔

خلیفہ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی اہمیت

پس اے میرے عزیز بھائیو! جو مقاماتِ قُرب تمہیں حاصل ہیں اگر اُنہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور رُوحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا کیونکہ اگر یہ دامن چھُوٹا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھُوٹ جائے گا کیونکہ خلیفۂ وقت اپنی ذات میں کوئی شے نہیں اسے جو مقام بھی حاصل ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا مقام ہے نہ اس میں اپنی کوئی طاقت نہ اس میں اپنا کوئی علم۔ پس اس شخص کو نہ دیکھو اُس کُرسی کو دیکھو جس پر خدا اور اُس کے رسولؐ نے اس شخص کو بٹھا دیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے جس خلافتِ راشدہ کے وقت میں جتنے زیادہ خلفاء اس دوسرے سلسلہ کے ہوں گے یعنی سلسلۂ خلافتِ ائمہ کے جو مضبوطی کے ساتھ اس کے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے اور جن کے سینہ میں وہی دل جو خلیفۂ وقت کے سینہ میں دھڑک رہا ہے دھڑک رہا ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ اُن کو طاقت بخشتی رہے گی آپؐ کے روحانی فیوض سے وہ حصّہ لیتے رہیں گے اُتنا ہی زیادہ اسلام ترقی کرتا چلا جائے گا اور دنیا میں غالب آتا چلا جائے گا اور غالب رہتا چلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اس کے فضلوں کو انسان حاصل کرتا چلا جائے گا لیکن جو شخص خلافتِ راشدہ کے دامن کو چھوڑتا اور خلافتِ راشدہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اُس شخص پر خدا تعالیٰ اپنی حقارت کی نظر ڈالتا ہے اور وہ اُس کے غضب اور قہر کے نیچے آ جاتا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ایسا سامان پیدا کرے کہ ہم میں استثنائی طور پر بھی کوئی ایسا بدقسمت پیدا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا

اب میں دعا کروا دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام وعدوں کو آپ کے اور آپ کی نسلوں کے وجود میں پورا کرے جو اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ کو اُمّتِ مسلمہ کے افراد ہونے کی حیثیت میں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اپنے نفسوں کے شر سے بھی آپ کو محفوظ رکھے اور دوسرے کے نفسوں کے شر سے بھی آپ کو محفوظ رکھے۔ فرشتوں کا پہرہ آپ پر ہمیشہ رہے۔ خدا اور اُس کے فرشتوں کی محبّت کے بول آپ کے کانوں میں ہمیشہ پڑتے رہیں۔ آپ کی آنکھیں اُس کے نُور سے ہمیشہ منوّر رہیں۔ آپ کے سینے اُس کی قدوسیّت سے ہمیشہ تزکیہ حاصل کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اور ہر رنگ میں آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے ساتھ رہے۔ اٰمین +

ایک سوال اور اس کا جواب

"سوال:۔ کیا خلیفہ کی موجودگی میں مجدّد آسکتا ہے؟

جواب:۔ خلیفہ تو خود مجدّد سے بڑا ہوتا ہے اور اس کا کام ہی احکامِ شریعت کو نافذ کرنا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے پھر اس کی موجودگی میں مجدّد کس طرح آسکتا ہے؟ مجدّد تو اُس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔"

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی مجلس علم و عرفان کا ایک حوالہ مطبوعہ الفضل ۱۶ شہادت / اپریل ۱۳۲۶ ہش ۱۹۴۷ء صفحہ ۴ کالم ۴)

خصوصیات و برکاتِ خلافت

حقیقی اطاعتِ رسولؐ بھی نظامِ خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی

(۱۲)

(مکرّم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے)

گزشتہ قسط میں آیتِ استخلاف کے بعد کی آیت کے ٹکڑے وَ اٰتُوا الزَّکوٰةَ کے متعلق بعض باتیں بیان ہوئی تھیں۔ زیرِ نظر مضمون میں اِس کے بعد والے الفاظ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے متعلق کچھ تشریح کی جائیگی وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔

گزشتہ مضامین میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ اقامتِ صلوٰۃ اور اسی طرح نظامِ زکوٰۃ کا حقیقی قیام نظامِ خلافت کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ اسی طرح اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے الفاظ یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ حقیقی اور کامل اطاعتِ رسولؐ بھی نظامِ خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ پیشتر اسکے کہ ہم اس کی تفصیل پر نگاہ ڈالیں اطاعتِ رسول کی ضرورت اور اہمیت کا ہمیں پورا علم اور احساس ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں انسان کی تخلیق کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

کہ کمالِ اطاعت و انکسار کے ساتھ انسان، اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جائے، اسی کی صفات کا مظہر ہو جائے اور اسی کے اخلاق سے متور ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا دائمی قرب حاصل کرتا چلا جائے اور یہ رشتۂ محبت شدید سے شدید تر ہوتا چلا جائے لیکن یہ سب امور تزکیۂ نفس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ کوئی ناپاک دل اور گندہ شخص خدائے قدوس کیساتھ تعلق پیدا نہیں کر سکتا۔ اِس لئے انسان کی فلاح تزکیۂ نفس پر ہی منحصر ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی یعنی کامیاب ہو گیا وہ شخص جو دنیوی آلائشوں اور گندوں سے پاک ہو گیا۔ یہ تزکیۂ نفس اطاعت رسول کا ہی ایک شیریں ثمر ہوتا ہے۔ خود ساختہ مجاہدات اِس راہ میں بے فائدہ ہوتے ہیں محبتِ الٰہی بھی کامل طور پر کامل اتباعِ رسولؐ سے ہی ملتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

کہ اے رسول تو اعلان کر دے کہ اے لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعویدار ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حقیقی محبتِ الٰہی کے مقام پر کھڑا کر دے تو آؤ میری اتباع کرو جس کے نتیجہ میں تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اِس

سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تزکیۂ نفس بڑا مشکل مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیۂ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا اور تزکیۂ نفس بجز فضلِ خدا میسر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ اور اس کا قانون جو جذب فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاوے۔ مگر دنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہیں، نیک اعمال بجالاتے ہیں، اعمالِ بد سے پرہیز کرتے ہیں اصل میں ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباعِ رسول کی ضرورت نہیں مگر یاد رکھو یہ بڑی غلطی ہے اور یہ بھی شیطان کا ایک بڑا دھوکہ ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبتِ الٰہی کو مشروط باتباعِ رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ میں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچا یقین اور کامل معرفت سے پُر ایمان ہرگز ہرگز میسر ہی نہیں آسکتا جب تک انبیاء کی سچی فرمانبرداری اور محبت اختیار نہ کی جاوے۔" (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۲ — مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ روحانی خزائن ۲ (ملفوظات جلد دہم ص ۲۹۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ نے جو محبتِ الٰہی کا مقام حاصل کیا اور اپنے نفسوں کو اندرونی بتوں سے پاک کرلیا وہ صرف اور صرف اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نتیجہ تھا۔ چنانچہ اس امر کی مزید تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس بیان سے ہوتی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا تھا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کرو گے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤ گے اور اس طرح پر سینہ کو جو طرح طرح کے بتوں سے بھرا پڑا ہے پاک کرنے کے لائق ہو جاؤ گے۔ تزکیۂ نفس کے لئے چلّہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے چلّہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ ارّہ اور نفی و اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے بلکہ انکے پاس ایک اَور ہی چیز تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپؐ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہؓ کے قلب پر گرتا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کی بجائے اُن سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔ اسوقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے۔ جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا تزکیۂ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے۔ بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بت ہیں وہ توڑے جائیں اور اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ حدیث میں

آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ - میرے صحابہؓ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے - دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ انسان وحدتِ وجود کے مسئلہ پر عمل کرے اور ہر کتے اور گدھے کو معاذ اللہ خدا قرار دے بیٹھے - نہیں نہیں، اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو اس میں مقصود بالذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو اور نہ کچھ اور - اور یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک خدا کا فضل شاملِ حال نہ ہو ؎ برکریماں کارہا دشوار نیست"

(روحانی خزائن ۲ (ملفوظات جلد اوّل (صفحہ ۱۸۷)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے اطاعتِ رسول کا مقام اور اسکی برکات واضح ہو رہی ہیں - اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے رسول تو عمرِ فانی لیکر آتے ہیں، انکے زمانے میں ان کی اطاعت سے جو انوار و برکات حاصل کئے جاتے ہیں ان کے بعد انکے حصول کی کیا صورت ہے؟ اس کا جواب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دیا ہے کہ :-

"کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف اور اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے" (شہادت القرآن صفحہ ۵۷)

قرآن کریم میں خلافت کے بیان کے بعد اگلی آیت میں یہ ارشاد کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا صاف مطلب یہی ہے کہ یہاں اطاعتِ رسول سے مراد اسکے ظلّ اور جانشین کی اطاعت ہے جس کی برکات وہی ہونگی جو اطاعتِ رسول کی ہوتی ہیں - چنانچہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"پھر خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اُس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو - گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے ہی قرار پائینگے - یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی پس وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ فرما کر اس طرف توجہ

دلائی گئی ہے کہ اُس وقت رسول کی اطاعت اِسی رنگ میں ہو گی کہ اشاعت و تمکینِ دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں، زکوٰتیں دی جائیں اور خلفاء کی پُورے طور پر اطاعت کی جائے۔" (تفسیر کبیر سورۃ النور زیر آیت ۵۶)

یہاں ایک اَور نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم میں ایمان کے بعد صالح اعمال بجا لانے کا ذکر ہے۔ عملِ صالح کے معنی نیک اور موقعہ و محل کے مناسب عمل کے ہیں اب اِس بات کا قطعی اور حتمی فیصلہ کرنا کہ اسوقت فلاں اَمر پر زور دینا چاہیئے ایسے شخص کا ہی کام ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہدایت پاتا ہو یعنی رسول اور اس کے اظلال یعنی الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔ نماز، روزہ، حج تو اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں ان کی بجا آوری اطاعت الٰہی کہلائیگی۔ اطاعتِ رسول کا مطلب یہی ہے کہ رسول اور اسکے اظلال کی اطاعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے کسی مخصوص حکم پر زور دینا جسے رسول یا اس کا ظلّ ہدایتِ باری کے تحت موقع و محل کے مطابق و مناسب قرار دے۔

اِس مضمون کی گزشتہ اقساط میں اِس امر کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ کے الفاظ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ (سورہ نور) میں خلافت کا ذکر ہے یعنی خلافت وہ ری فلیکٹر ہے جو چراغِ نبوّت کے پیچھے لگایا جاتا ہے جس کا کام روشنی کو دُور آگے تک لے جانا بھی ہوتا ہے نیز یہ کہ روشنی کو کسی مخصوص نقطے پر مرتکز (focus) کیا جائے۔ پس خلیفۂ وقت قوم کی طاقتوں کو ضرورت کے مطابق کسی مخصوص امر پر مرتکز کرتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ عظیم الشان نتائج پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔ یہی معنی عمل صالح کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے اُن احکام پر خاص طور پر زور دیا جائے جن پر ہدایتِ خداوندی کے تحت خلیفۃ اللہ (خواہ وہ رسول ہو یا اس کا ظلّ) قوم کی توجہ اور قوتوں کو مرتکز کر دے اور اس طرح وحدتِ عمل کے ذریعہ سے اعمال میں بے پناہ قوت پیدا ہو جائے۔ اِس سلسلہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"اسی طرح اطاعتِ رسول بھی جس کا اِس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یُوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں، صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں، پھر صحابہؓ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی رُوح حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اُس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی رُوح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، حج بھی کریں گے مگر اُن کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہو گا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب بھی خلافت ہو گی اطاعتِ رسول بھی ہو گی کیونکہ اطاعتِ رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعتِ

رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں، اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جائیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی، تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا" (تفسیر کبیر سورہ نور زیر آیت ۵۸)

اصل بات تو یہ ہے کہ اطاعت ہوتی ہی وہ ہے جو ایک نظام کے تحت کی جائے۔ اپنی مرضی سے نماز پڑھ لینا اپنی مرضی سے حج کر آنا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اطاعت ہے لیکن اطاعتِ رسول کے الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ ان تمام احکامِ خداوندی پر رسول، ان کے اظلال اور ان کے قائم کردہ نظام کے تابع ہو کر عمل کیا جائے تا وحدتِ عمل پیدا ہو۔ جھاڑو کے ایک تنکے میں وہ مضبوطی پیدا نہیں ہوتی جو سو تنکوں میں ہوتی ہے۔ جب وہ وحدت پیدا کر کے ایک موٹے جھاڑو یا گٹھے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر بسا اوقات انسان سمجھتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر رہا ہوں حالانکہ وہ اپنے نفس کی تابعداری کر رہا ہوتا ہے کیونکہ اس وقت اسکے نفس کی خواہش اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ لیکن جب بھی اس کے نفس کی خواہش خدا کے حکم سے ٹکرا جائے تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم کو ترک کر دیتا ہے۔ پس جاننا چاہئیے کہ حقیقی اطاعت بغیر وحدت و تنظیم کے ہو ہی نہیں سکتی اور اطاعتِ خداوندی بھی ہو سکتی ہے جب رسول، اس کے اظلال اور ان کے قائم کردہ نظام کی اطاعت کی جائے۔

پس حقیقی اطاعتِ رسول وہی ہے جو ایک نظام کے تابع ہو کر کی جائے۔ حکم ماننے کے لئے ضروری نہ ہو کہ ہر حکم کی حکمت اُسی وقت ہماری سمجھ میں آ جائے اور پھر اُسی امر پر زور دیا جائے جو موقع و محل کے لحاظ سے زیادہ ضروری ہو اور جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے تحت امامِ وقت ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہماری جماعت جو نظامِ خلافت کے تحت اطاعت کرنے کی ٹریننگ لے چکی ہے اور لے رہی ہے۔ ہمیشہ حقیقی اطاعت کا نمونہ دکھاتی رہی ہے، دکھا رہی ہے اور انشاء اللہ دکھاتی چلی جائے گی۔

چنانچہ گزشتہ حوالہ کے تسلسل میں ہی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے اور اسکے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو آج اُٹھا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہؓ اطاعت کیا کرتے تھے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے تم اُس زمانہ میں لیجاؤ تو تمہیں قدم قدم پر وہ ٹھوکریں کھاتا ہوا دکھائی دیگا اور وہ کہے گا ذرا ٹھہر جائیں مجھے فلاں حکم

کی سمجھ نہیں آئی۔ بلکہ جس طرح ایک پٹھان کے متعلق مشہور ہے کہ اُس نے کہہ دیا ”خو۔ محمدؐ صاحب کا نماز ٹوٹ گیا“ کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکتِ کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح وہ بعض باتوں کا انکار کرنے لگ جائے گا۔ لیکن اگر ایک احمدی کو لے جاؤ تو اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ وہ کسی غیر مانوس جگہ میں آگیا ہے بلکہ جس طرح مشین کا پُرزہ فوراً اپنی جگہ پر لگ جاتا ہے اُسی طرح وہ وہاں پر فٹ آجائے گا اور جاتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی بن جائے گا اور آپؐ کے ہر حکم کی بلا چون وچرا اطاعت کرنے لگ جائے گا اور اُئمہ اربعہ اس کے لئے کبھی ٹھوکر کا موجب نہیں بنیں گے کیونکہ وہ سمجھتا ہوگا کہ اصل حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ائمہ اربعہ تو محض آپؐ کے غلام بلکہ شاگردوں کے بھی شاگرد ہیں۔“

(تفسیر کبیر۔ سورۃ نور زیر آیت ۵۸)

اب اِس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آیتِ استخلاف کے بعد اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا حکم اِس بات کو مستلزم ہے کہ

اوّل۔ اِس جگہ اطاعتِ رسول سے مراد اس کے ظلّ اور جانشین کی اطاعت ہی ہے۔

دوم۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی حقیقی اطاعت بھی رسول، اس کے اظلال کے ارشادات کے تحت ہی کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اِس امر کا وہی حتمی فیصلہ کرتے ہیں کہ اِس وقت عمل صالح کیا ہے۔

سوم۔ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء اور اُن کے قائم کردہ نظام کی اطاعت سے انسان وہی برکات و انوار حاصل کرسکتا ہے جو اطاعتِ رسول سے کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ رسول کے بعد خلفاء کو اِسی لئے قائم کرتا چلا جاتا ہے :-

”تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادت القرآن ص ۵۷)

اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کے افراد کو یہ زرّیں موقعہ عطا فرمایا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت سے قائم ہونے والے خلفاءِ راشدین مہدیّین کی اطاعت کاملہ بجا لاکر انوار و برکاتِ رسالت سے اپنی جھولیوں کو پُر کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے ہر فرد کو ان انوار سے منوّر کرے اور ہم سب ساری دنیا کے لئے حقانیتِ اسلام اور حقانیتِ خلافت پر ایک زندہ مثال، نمونہ اور برہان بن جائیں۔ اٰمین۔ ثمّ اٰمین وبرحمتک یا ارحم الراحمین و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین ✝

انسان کو چاہیئے کہ نیکی میں کوشش کرے

خدا تعالی کی رضا میں محو ہو جائے اور ہر وقت دعا میں لگا رہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''میں کثرت جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ (جماعت) چار لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ مگر حقیقی جماعت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کرلی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو، سچے طور سے ان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے، نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجہ سے نکل کر خداتعالی کی رضا میں محو ہو جاویں حق اللہ اور حق العباد کو فراخدلی سے پورے اور کامل طور سے ادا کریں، دین کے واسطے اور اشاعت دین کے لئے ان میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے، اپنی خواہشات اور ارادوں اور آرزوؤں کو فنا کرکے خدا کے بن جاویں۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گمراہ ہو ہر جسے میں ہدایت دوں، تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو میں نور بخشوں، تم سب مردے ہو مگر وہی زندہ ہے جس کو میں روحانی زندگی کا شربت پلاؤں۔ انسان کو خداتعالی کی ستاری ڈھانکے رکھتی ہے ورنہ اگر لوگوں کے اندرونی حالات اور باطن دنیا کے سامنے کر دئے جاویں تو قریب ہے کہ بعض بعض کے قریب تک بھی جانا پسند نہ کریں۔ خداتعالی بڑا ستار ہے، انسانوں کے عیوب پر ہر ایک کو اطلاع نہیں دیتا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ نیکی میں کوشش کرے اور ہر وقت دعا میں لگا رہے،،

(ملفوظات جلد دہم صفہ ۱۳۶)

طابع نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا